اسلامی تعلیمات کا نچوڑ

انتخاب

نہج البلاغہ

ارشادات وخطبات

امیر المومنین حضرت علیؑ

آسان ترین واضح اردو ترجمہ اور ضروری تشریحات

از مفسر قرآن: ڈاکٹر محمد حسن رضوی

اسلامی تعلیمات کا نچوڑ

انتخاب

نہج البلاغہ

ارشادات و خطبات

امیر المومنین حضرت علیؑ

آسان ترین واضح اردو ترجمہ اور ضروری تشریحات

از مفسر قرآن: ڈاکٹر محمد حسن رضوی

نہج البلاغہ کا مختصر تعارف

(از مفسر قرآن ڈاکٹر محمد حسن رضوی)

نہج البلاغہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے خطبات وارشادات کا مجموعہ ہے جسے جناب سید رضیؒ نے چوتھی صدی ہجری کے آخر میں جمع کیے۔ان ارشادات کے جمع کرنے میں انھوں نے بڑی زحمت اور وقت صرف فرمایا

خدا رحمت کند آں عاشقان پاک طینت را

انھوں نے مختلف نسخوں اور مختلف راویوں کی یادداشت اور کتابوں سے ان ارشادات کو بڑی محنت کے ساتھ جمع کیا۔انھوں نے یہ کام بغداد میں اس زمانے میں کیا جب بغداد علم کا مرکز تھا۔سید رضیؒ نہایت عظیم صاحب کردار مشہور عالم تھے۔ انھوں نے حکومت وقت کے مطالبات کو یکسر رد کر دیا تھا۔اس کے باوجود ان کے کردار پر کسی شخص نے کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کیا۔اس لیے تمام شیعہ، سنی علماء نے ان کے اس مجموعہ کی تصدیق فرمائی۔مثلاً عظیم مورخ مسعودی نے لکھا لوگوں نے حضرت علیؑ کے خطبے محفوظ کر لئے تھے۔وہ چار سو اسی سے کچھ زیادہ تھے۔جن کو آپ نے فی البداہیہ ارشاد فرمایا تھا۔لوگوں نے ان خطبات کو متواتر نقل کیا اور اپنے مضامین میں کثرت سے ان کو استعمال کیا۔(مروج الذہب جلد ۲ ص ۳۳ طبع مصر)

رجال کشی میں حضرت زید ابن حضرت امام زین العابدینؑ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اکثر حضرت علیؑ کے خطبات کو سنتے اور بیان کرتے تھے اگر یہ خطبات حضرت علیؑ کے نہ ہوتے تو بغداد کے تمام سنی، شیعہ علماء ہنگامہ برپا کر دیتے۔سب کا

قبول کرنا بتاتا ہے کہ علماء پہلے سے ان خطبات سے واقف تھے کیونکہ یہ خطبات مختلف کتابوں میں پہلے سے موجود تھے۔ مثلاً درج ذیل پرانی اہلِ سنت کی عظیم کتابوں میں یہ خطبات موجود ہیں۔

(۱) البیض والتبیین ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶

(۲) عیون اخبار الرضا (ع)

(۳) اخبار الطوال حنفیہ دینوری متوفی ۲۸۰ھ

(۴) تاریخ کبیر عظیم مورخ ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ

(۵) کافی ثقۃ السلام کلینیؒ متوفی ۳۲۹ھ

(۶) مروج الذہب مسعودی متوفی ۳۴۶ھ

(۷) ابوالفرج اصفہانی کی کتاب اغانی ۳۵۶ھ

(۸) کتاب التوحید از شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ

ان کتابوں میں کوئی حضرت علیؑ کا قول ایسا نہیں ہے جو نہج البلاغہ میں جمع نہ کیا گیا ہو۔

پھر یہ کہ سارے کا سارا کلام اسلوب بیان، تسلسل، بلند آہنگی فصاحت و بلاغت، جوشِ کلام اور حقائق نگاری کے لحاظ سے سو فیصد متحد اور یکساں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نہج البلاغہ کے سامنے آنے کے بعد ۲۵۰ سال تک کسی نے اس کتاب پر کوئی اعتراض نہ کیا اور سب نے اس کو حضرت علیؑ کا کلام قبول کیا۔ بہت سے اکابر سنی علماء نے اس کی تشریحات لکھیں مثلاً۔

(۱) ابن ابی القاسم بیہقی متوفی ۵۶۵ھ

(۲) فخر الدین متوفی ۶۰۶ھ

(۳) ابن ابی الحدید معتزلی متوفی ۶۵۵ھ

نہبت سے اکابر سنی علماء نے اس کتاب کو حضرت علیؑ کا کلام تسلیم کیا اور اس کی تعریف کی۔ مثلاً

(۱) علامہ شیخ کمال الدین محمد ابن طلحہ شافعی متوفی ۶۵۲ھ

(۲) ابن ابی الحدید مدائنی بغدادی متوفی ۶۵۵ھ

(۳) علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ

(۴) جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم افریقی مصری ۷۱۱ھ

(۵) علامہ علاء الدین قوشجی ۸۷۵ھ

(۶) محمد بن طباطبا طقطقی مصنف تاریخ الفخری مطبوعہ مصر

(۷) علامہ یعقوب لاوری نے افصح کی شرح میں لکھا۔

جو شخص حضرت علیؑ کی فصاحت و بلاغت کو دیکھنا چاہتا ہے وہ نہج البلاغہ پر نظر کرے۔ ایسے فصیح و بلیغ کلام کو کسی شیعہ عالم کی طرف منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔

(۸) مفتی مصر علامہ شیخ محمد عبدہ ۱۳۲۳ھ نے لکھا نہج البلاغہ کے لیے عربی زبانی والوں میں کوئی ایسا نہیں؟ جو قائل نہ ہو کہ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کا کلام "کلام خدا اور کلام رسولؐ" کے بعد ہر کلام سے بلند تر بے حد پر معنی اور بہت زیادہ فوائد کا حامل ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ "نہج البلاغہ" قرآن کی تعلیمات کی مستند ترین اور بہترین تفسیر ہے۔ قرآنی اخلاقیات و افکار کی سب سے اعلیٰ ترجمان ہے۔ کیونکہ یہ اس عظیم شخص کا کلام ہے جو رسولؐ خدا کی صحبت میں سب سے زیادہ رہے۔ رسولؐ نے خود ان کو باب مدینۃ العلم فرمایا۔ خود تعلیم دی اور قرآن مجید کا ساتھی قرار دیا۔

اماں حقیقت کی مثالیں دوں تو کس سے دوں؟

کہاں سے ڈھونڈ کر لاوں مثالیں بے مثالوں کی؟

عالم اسلام میں بنیادی فکری اختلافات یہی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور تفسیر قرآن صحابہ کرامؓ سے لی جائے یا اہلبیت رسولؐ سے؟ حضرت علیؑ واحد وہ شخصیت ہیں کہ صحابہ کرام میں رسولؐ خدا کے سب سے زیادہ قریب اور اہلبیت رسولؐ کی سب سے افضل فرد ہیں۔ اس لئے حضرت علیؑ سے قرآن اور اسلام کو سیکھنا سب سے زیادہ معتبر اور اکمل ذریعۂ علم ہے۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنتخاب نہج البلاغہ

معرفتِ اِلٰہی اور بہترین دُعائیں

اے اللہ! تو اپنے دوستوں چاہنے والوں کو سب سے زیادہ چاہنے والا ہے اور جو لوگ تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اُن کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تُو ہر وقت موجود ہے۔ تُو ان کی دِلی چھپی ہوئی محبتوں، جذبوں اور رازوں کو خوب دیکھتا ہے اور ان کی سمجھ اور بصیرتوں کی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔ ہر انسان کے تمام احساسات اور راز تیرے سامنے کھلے ہوئے ہیں جبکہ ان کے دل تجھ ہی سے فریادیں کرتے رہتے ہیں۔ جب تنہائی میں ان کا دل پریشان ہوتا ہے تو تیری یاد اُن کا دِل بہلاتی ہے۔ جب ان پر مصیبتیں پڑتی ہوں تو وہ تیری پناہ لینے کی درخواستیں کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہر چیز پر تیرا پورا اختیار ہے۔ ہر چیز تیرے ہی فیصلوں سے صادر ہوتی ہے اور پھر نافذ ہوتی ہے۔ میرے مالک اگر میں تجھ سے سوال بھی نہ کرسکوں اور تجھ سے غافل اور بے خبر ہو جاؤں تب بھی تو میری تمناؤں اور ضرورتوں کو پورا ہونے کی طرف میری رہنمائی فرما اور میرے دل و دماغ کی اصلاح فرما۔ ایسا کرنا تیری ہدایتوں یا رہنمائیوں اور حاجت روائیوں کو دیکھنے کے بعد کوئی نئی نرالی بات نہ ہوگی۔ اس لیے مالک میرے بارے میں فیصلے اپنی معافیوں کو دیکھ کر کرنا، اپنے عدل و انصاف کی بنیاد پر میرے فیصلے نہ فرمانا (اس لیے کہ میں تیرے عدل کا سامنا نہیں کرسکتا۔ اس لیے تیری معافیوں کا طلب گار اور امیدوار ہوں)۔

اپنے اور معاویہ کے بارے میں فرمایا

میرے بعد بہت جلد تم پر ایک ایسا آدمی حکومت کرے گا جس کا حلق بڑا اور پیٹ موٹا ہوگا۔ جو پائے گا نگل جائے گا اور نہ ملے گا اس کو کھا جانے کے لیے ڈھونڈتا رہے گا۔

ہو سکے تو تم اس کو قتل کر دینا لیکن تم اس کو قتل نہ کر سکو گے۔

وہ تمہیں حکم دے گا کہ مجھے گالیاں دو اور مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ جہاں تک مجھے بُرا بھلا کہنے کا تعلق ہے تو (اپنی جان بچانے کے لیے) مجھے بُرا کہہ دینا، کیونکہ اس میں میرے لیے پاکیزگی (اللہ کے سامنے بلندی) ہے اور تمہارے لیے نجات ہے۔ مگر اپنے دل سے مجھے بُرا بھلا نہ کہنا کیونکہ میں فطرتِ اسلام پر پیدا ہوں اور ایمان اور ہجرت میں سب سے پہلا ہوں۔ (اس لیے مجھ سے دشمنی اسلام اور ایمان سے دشمنی ہوگی)

تشریح: جناب رسولؐ خدا نے فرمایا "اے علیؑ تیری محبت ایمان ہے اور تجھ سے نفرت کفر و نفاق ہے"

(الحدیث از صواعقِ محرقہ ابن حجر مکی)

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: جو چاہتا ہے میرے زندگی جیئے اور میری موت مرے تو اس پر لازم ہے کہ علیؑ کو اپنا حاکم، والی اور سرپرست بنائے (الحدیث از صواعقِ محرقہ)

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے (مشکوٰۃ۔ ترمذی)

بہترین طریقۂ زندگی

خدا اُس شخص پر رحم کرے جس نے علم وحکمت کی کوئی بات سُنی تو اس کو یاد رکھا، جب اس کو نیکی یا ہدایت کی طرف بلایا گیا تو وہ دوڑ کر اس کے قریب آیا۔ سچے اور صحیح راستہ بتانے والے (امام) کا دامن تھام کر نجات پائی۔ اللہ کو ہر وقت یاد رکھا اور خدا کی نافرمانی اور سزاؤں سے ڈرتا لرزتا رہا۔

نیک کام کرتا رہا اور اس طرح ثواب کا ذخیرہ جمع کرتا رہا۔ برے کاموں سے بچتا رہا اور اس طرح اس نے صحیح مقصد (جنت) کو پالیا اور اپنا اجر سمیٹ لیا۔ بری خواہشوں کا مقابلہ کرکے۔

لمبی لمبی امیدوں کو جھٹلاتا رہا اور صبر کرنے کو اپنی سواری بنالیا۔ اس طرح حق اور سچائی کے راستے پر قدم جمائے چلتا رہا اور زندگی کی مہلت کو سب سے بڑی دولت جانا۔ موت کی طرف بڑھتا رہا مگر نیک عمل کا سامان خوب جمع کرتا رہا۔

بہترین دُعا

اے اللہ! میری تمام خطاؤں کو معاف کردے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر بھی میں اگر گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت اور معافیوں کی طرف پلٹنا......... مالک میری زبان سے جو میں نے دعائیں کیں اس لیے کیں تا کہ تیرے قریب ہو سکوں (یعنی تیرا پسندیدہ بن سکوں) مگر دل نے ان باتوں کا ساتھ نہ دیا۔ مجھے اِن سب باتوں پر معاف کردے۔ اور میری آنکھوں کے طنزیہ اشاروں، میری گندی باتوں اور دل کی بُری خواہشوں اور زبان کی بیہودہ بکواس کو بھی معاف فرمادے۔

علم نجوم کے بارے میں فرمایا

لوگو! علم نجوم سیکھنے سے بچو۔ صرف اتنا سیکھو کہ خشکی اور سمندروں میں صحیح راستہ معلوم کر سکو۔

مگر کہانت اور غیب کی باتوں کو جاننے کے لیے نہ سیکھو، کیونکہ نجومی کاہن (جو غیب کی باتوں کو بتائے) اور کاہن مثلِ جادوگر کے ہے اور جادوگر مثلِ کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس لیے بس اللہ کا نام لے کر (اللہ پر بھروسہ کر کے ہر کام کے لیے) چل کھڑے ہو۔

چشمِ بینا

جو شخص دُنیا کے حالات سے سبق سیکھنے کے لیے دنیا کو آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے، تو دنیا اس کی آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے اور جو صرف دنیا (کی لذتوں) پر ہی نظر جمائے رکھتا ہے۔ دنیا اس کو اندھا کر دیتا ہے۔

دِل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دِل کا نور نہیں

(اقبال)

اگر شاہاں نیم تیغِ علیؑ را
نگا ہم دہ چوں شمشیرِ علیؑ تیز

(اقبال)

(اگر میں علیؑ کی تلوار لینے کا اہل نہیں ہوں تو مجھے علیؑ کی تلوار جیسی تیز نگاہ عطا فرما)

خدا کی بہترین تعریف اور معرفت

تمام تعریفیں اُس ایسے اللہ کے لیے ہیں جو اپنی طاقت کے بل پر بلند ہے۔

وہ اپنی بخششوں اور عطاؤں کی وجہ سے مجھے بہت قریب ہے۔ ہر فائدہ اور نفع پہنچانے والا ہے۔ ہر مصیبت اور بلا کو دُور کرنے والا ہے۔ میں اس کے کرم، عطاؤں اور نعمتوں پر اُس کی تعریف کرتا ہوں اور اس کو دل سے اپنا مالک اور پالنے والا مانتا ہوں۔ کیونکہ وہی اوّل ہے، وہی ظاہر ہے۔ اس لیے اُسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہے، اس لیے صرف اُسی سے مدد مانگتا ہوں، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر طرح سے مدد کرنے والا ہے۔ اس لیے صرف اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔

اُسی خدا نے تمہارا پوری طرح جائزہ لے رکھا ہے اور تمہیں اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازا ہے اور اثر کرنے والی دلیلوں سے تمہیں سمجھایا ہے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں۔

رہی دنیا تو اس کا گھاٹ گندا، گدلا اور کیچڑ سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا ظاہر خوبصورت اور باطن تباہ کرنیوالا ہے۔ دنیا ایک مٹ جانے والا دھوکہ، غروب ہونے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ اور گرتا ہوا ستون ہے۔ جو دنیا سے دل لگاتا ہے تو دنیا اپنے پیروں کو اُٹھا کر اس کو زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے اور آخر جہنم کی خوفناک جگہ میں پھینک دیتی ہے۔

(اس لیے دنیا سے صرف نیک عمل کا سامان جمع کرو اور اس کی لذتوں سے محبت

نہ کرو۔ بقول صوفیا کے کہ دنیا کو رکھنے کی جگہ جیب ہے۔ دِل صرف اللہ اور اللہ والوں سے محبت کرنے کے لیے ہے۔)

سب سے اچھا آدمی کون؟

اللہ کے بندوں میں سب سے اچھا آدمی خدا کا پسندیدہ محبوب وہ ہے جس کو خدا نے (۱) اپنی بُری خواہشوں پر کنٹرول رکھنے پر مدد کی ہے۔ (۲) جو حقیقی خدا سے ڈرتا اور اپنی غلطیوں پر غمگین رہتا ہے۔ (۳) کیونکہ اُس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اس لیے وہ موت جو بظاہر دور ہے اس کو وہ قریب سمجھتا ہے۔ اور اس لیے خدا کی اطاعت کی سختیوں کو آسان سمجھتا ہے۔ (۴) دنیا کے حالات کو غور سے دیکھ کر سبق سیکھتا ہے اور اُن سے اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ (۵) وہ جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کو خوش کرنے کے لیے عمل پر تل جاتا ہے۔ (۶) پھر صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو سب سے اونچا مقصد ہے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور ہر مشکل کو جو اس کے سامنے آتی ہے اچھی طرح سے حل کرنے کی کوششیں کرتا ہے۔ (۷) اور اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور قرآن ہی کو اپنا رہنما سمجھتا ہے۔ (۸) اس لیے اے لوگو! تم جنابِ رسولِ خدا خاتم النبیینؐ کی باتیں سنو۔ انھوں نے فرمایا کہ تم میں سے جو مر جاتا ہے وہ حقیقت میں کبھی نہیں مرتا (وہ خدا کے پاس اجر پاتا رہتا ہے)۔ (۹) اس لیے جو باتیں تم نہیں جانتے اُن کے متعلق کچھ نہ کہو کیونکہ حقیقت کا زیادہ حصہ انہیں چیزوں میں ہوتا ہے جن کو تم نہیں جانتے.......... (۱۰) جنابِ رسولؐ خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں تم میں دو بے حد قیمتی چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں ایک ثقلِ اکبر (سب سے زیادہ قیمتی چیز) قرآن ہے اور دوسرا ثقلِ اصغر میرے اہلبیتؑ ہیں (ان کے قول و عمل کے

مطابق عمل کرو) نبیؐ نے تمہارے درمیان ایمان وہدایت کا جھنڈا گاڑ دیا۔

تشریح:

اہلبیتِ پاک کے ہر سانس کو اے مدّعی
ہاں ملا کر دیکھ لے آیاتِ قرآنی کے ساتھ

علامہ ابن حجر مکی نے صواعقِ محرقہ میں لکھا ''رسولؐ خدا نے قرآن اور اپنی عترت کا نام ثقلین اس لیے رکھا کہ ثقل ہر عمدہ اور محفوظ چیز کو کہتے ہیں۔ قرآن اور اہلبیتؑ سب سے عمدہ اور محفوظ ہیں۔ یہ دونوں خدا کے علم کا خزانہ، بلند درجہ علمی راز اور خدا کے قانونِ شریعت کا سرچشمہ ہیں۔ اسی لیے پیغمبرؐ نے ان دونوں کے ساتھ چلتے رہنے اور ان سے علم حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ ان میں سب سے زیادہ جڑے رہنے کے حقدار آلِ محمدؐ کے امام، حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (صواعق ِ محرقہ ص ۹۰)

اسلام کا قانونِ فضل وعدل

اللہ نے کسی زمانے میں کسی سرکش ظالم کی گردن نہیں توڑی جب تک پہلے اس کو (سنبھلنے سمجھنے کی) مہلت نہ دیدی۔

جب تک خدا مصیبتوں، سختیوں اور بلاؤں سے اُس کا امتحان نہ لے لیا۔ ان کو اپنی رحمتوں سے نہیں نوازا اب تم جن سختیوں سے گزر چکے ہو وہ تمہارے سبق سیکھنے کے لیے کافی ہیں۔

(خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا)
(حالی)

تشریح: یہ دنیا اللہ نے امتحان لینے کے لیے بنائی ہے۔ اس سے ترقی اور کامیابی

صرف اس قوم اور فرد کو مل سکتی ہے جو دنیا میں مشقت اور محنت کرتا ہے۔

قرآن میں خدا نے فرمایا" انسان کے لیے کچھ نہیں ہے سوا اس کے جس کے لیے وہ کوشش (محنت) کرے۔(القرآن)

حضرت علیؑ کے علم کی انتہا

"اب تم جو چاہے مجھ سے پوچھ لو اس سے پہلے کہ تم مجھے کھو دو"

"خدا کی ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔میں قیامت تک کی جو بات پوچھو گے میں تم کو بتا دوں گا۔........میں یہ بھی بتا دوں گا کہ کون قتل کیا جائے گا اور کون اپنی موت مرے گا اور اس کو کون کون سی مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا"۔

عمل کی اہمیت اور وقت

جنابِ رسولِ خدا تمہیں سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلا رہے ہیں اور اس وقت تم ایسے گھر (دنیا) میں ہو جہاں خدا نے تم کو مہلتِ عمل دے رکھی ہے۔تا کہ تم خدا کی خوشنودی و رضا مندی حاصل کر سکو۔اس لیے ابھی موقع ہے کہ تم خدا کو راضی کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اعمال نامے ابھی کھلے ہوئے ہیں اور قلم چل رہے ہیں۔جسم صحت مند اور طاقتور ہیں،زبانیں آزاد ہیں،توبہ سنی جا رہی ہے،اور اعمال قبول کیے جا رہے ہیں۔

اِنسانوں کی پہچان

عالم وہ ہوتا ہے جو اپنے مرتبے کو پہچانتا ہے اور سب سے بڑا جاہل وہ ہے جو اپنے مقام کو نہ پہچانے۔

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ انسان

وہ ہے جس کو خدا اس کے نفس کے حوالے کر دے۔ پھر وہ سیدھے راستے سے ہٹ کر بغیر خدا کی رہنمائی کے چلے اور دوسرا بدترین آدمی وہ ہے کہ اگر اس کو دنیا کے کسی فائدے کے لیے بلایا جائے تو خوب سرگرم ہو کر عمل کرے، مگر جب آخرت کے کسی ثواب کے کام کے لیے کہا جائے تو سستی دِکھائے۔ گویا اس کے نزدیک دنیا ضروری ہے اور آخرت ساقط اور بے کار ہے۔

بہترین وسیلہ اور خدا تک رسائی

اللہ کے قرب حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ:

(۱) اللہ و رسولؐ پر ایمان لانا ہے

(۲) خدا کو راضی کر کے جہاد کرنا (یعنی برائیوں کو مٹانا ہے) کہ یہی اسلام کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

(۳) کلمہ توحید کو سمجھ کر ماننا جو فطرتِ انسانی کی آواز ہے۔

(۴) نماز کی پابندی کرنا کہ وہ دین کا ستون ہے۔

(۵) زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض اور واجب ہے (اس میں خمس ادا کرنا بھی شامل ہے)۔

(۶) رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ خدا کے عذاب سے بچانے والے ہیں۔

(۷) کعبہ کا حج کرنا (ارادہ کرنا) اور عمرہ بجا لانا جو فقیری کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔

(۸) عزیزوں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا جس کی وجہ سے مال اور عمریں بڑھتی ہیں۔

(۹) چھپ کر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ بھی ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

(۱۰) لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ان کو ہر ممکن فائدہ پہنچانا کہ یہ عمل ہر قسم کی ذلت سے بچاتا ہے۔

(۱۱) اللہ کو بہت یاد کرنا کہ یہ بہترین ذکر ہے

(۱۲) اس چیز کی خواہش کرنا جس کا خدا نے برائیوں سے بچنے والے متقین سے وعدہ کیا ہے (مراد گناہوں سے بچ کر جنت کے حاصل کرنے کی خواہش کرنا) کیونکہ خدا کا وعدہ سب سے سچا ہے۔

(۱۳) نبی کی سیرت کی عملاً پیروی کرنا کہ وہ بہترین سیرت اور نمونہ عمل ہے اور سب سے اعلیٰ ہدایت ہے۔

(۱۴) قرآن کا علم حاصل کرنا کہ قرآن شیرین کلام ہے۔ اس پر غور و فکر کرنا دلوں کی بہار ہے، اس کے نور سے شفا حاصل کرو جو دلوں کی بیماریوں کی شفا ہے۔

عمل عمل کی پکار

عمل (یعنی خدا کی عملاً اطاعت کرنے کی) طرف بڑھو۔ اور موت کے اچانک آ جانے سے ڈرو۔ اس لیے کی عمر کے پلٹ کر واپس آنے کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی، جبکہ رزق جو آج ہاتھ نہیں لگا کل اس کے بڑھ جانے کی آس لگائی جا سکتی ہے، جبکہ زندگی کا گزرا ہوا کل واپس نہیں پلٹ سکتا۔ اس لیے اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور جب موت آئے تو تم کو ہر قیمت پر خدا کا مسلمان (اطاعت کرنے والا) ہونا چاہیے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے، تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے
(اقبال)

آلِ محمدؑ کی معرفت

آلِ محمدؑ ہی کے بارے میں قرآن مجید کی بہترین آیتیں اُتریں کیونکہ وہی اللہ کے علم کے خزانے ہیں۔ جب بولتے ہیں لازماً سچ بولتے ہیں۔ جب خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات کرنے میں پہل کرنے کا کوئی حق نہیں۔

قابلِ نفرت لوگ

میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اُس کی نہ ہو دوسرا وہ جو اپنے معاہدے کا پابند نہ رہے۔

معاویہ صاحب کا تعارف

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ چالاک اور ہوشیار نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ غداریوں، دھوکہ بازیوں اور بدکرداریوں سے نہیں رُکتا۔ اگر مجھے مکاری، غداری، دھوکہ بازی سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب سے زیادہ مکار اور چالاک کہلاتا (معاذ اللہ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر غداری اور عہد شکنی گناہ ہے اور ہر گناہ خداوندِ عالم کی نافرمانی ہے۔ قیامت کے دن ہر غدار دھوکے باز کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔

کسی اچھے بُرے عمل سے راضی ہونا

قومِ ثمود کی اونٹنی کو ایک آدمی نے مار ڈالا تھا۔ لیکن خداوندِ عالم نے پوری قوم پر عذاب اُتارا کیونکہ ساری کی ساری قوم ایک آدمی کے عمل سے راضی تھی۔

جنابِ رسولؐ خدا کے انتقال کے موقع پر فرمایا

رسولؐ خدا کی روح اس عالم میں دنیا سے پرواز کر رہی تھی تو آپ کا سرِ مبارک

میری گردن اور سینے کے درمیان رکھا تھا۔ انا لله و انا الیہ راجعون۔

اس طرح خدا کی یہ امانت پلٹ کر چلی گئی۔اس اب میرا غم بے پایاں، بے انتہا ہے۔اب میری راتیں جاگتے ہوئے گزریں گی۔یہاں تک کہ خداوندِ عالم مجھے بھی اُس گھر میں پہنچا دے گا جہاں میرے حبیب مقیم ہیں۔

جناب فاطمہؑ کے انتقال اور دفن کے وقت فرمایا

یا رسولؐ اللہ! وہ وقت آ گیا کہ آپ کی بیٹی آپ کو بتائیں کہ کس کس طرح آپ کی اُمت نے ان پر ظلم ڈھائے ہیں۔انھوں نے ہمارے خلاف ایکا کر لیا۔اب ان سے ان مظالم کی تفصیل پوچھیں۔یہ ساری مصیبتیں ان پر گزر گئیں جبکہ آپ کو دنیا سے گئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔لوگ ابھی آپ (کی وفات) کا ذکر کر رہے تھے۔آپ دونوں پر میرا سلام، ایسا سلام جو کسی غمگین کی طرف سے ہوتا ہے۔اب اگر میں آپ دونوں کی قبروں سے پلٹ جاؤں تو اس لیے نہیں پلٹوں گا کہ میرا دل آپ سے بھر چکا ہے۔اور اگر میں یہاں سے جا رہا ہوں تو اس لیے نہیں کہ میں اللہ کے اس وعدہ سے بدظن ہو چکا ہوں جو اس نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

دنیا کی حقیقت اور بہترین نصیحت

لوگو! یہ دنیا صرف گزرگاہ ہے۔ہمیشہ رہنے کی جگہ آخرت ہے۔دنیا کی گذرگاہ سے آخرت کے لیے سامان اٹھا لو...... قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کر دیے جائیں، اپنے دل دنیا سے ہٹا لو۔اس دنیا کی زندگی میں تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے جبکہ تم کو پیدا دوسری جگہ کے لیے کیا گیا ہے۔جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا (مال) چھوڑ کر گیا؟ جبکہ فرشتے مرنے والے سے سوال کرتے ہیں تو نے

اپنے لیے کیا سامان بھیجا ہے؟ تمہارا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال (اللہ کے ذمے) ہے۔

اس لیے سارا مال پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لیے سخت بوجھ (مصیبت) بن جائے۔

صحیح حدیث اور علم کی پہچان

لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل سچ اور جھوٹ، ناسخ منسوخ، عام خاص، واضح مبہم، صحیح غلط سب کچھ ہے۔ کیونکہ خود رسولؐ خدا کے زمانے میں جھوٹی حدیثیں گھڑی گئیں ہیں۔

یہاں تک کہ آپؐ نے خود فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر بہتان (جھوٹ) باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے گا۔

جناب رسول خداؐ کے اس کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد جھوٹی حدیثیں بنانے والوں نے ظالم بادشاہوں کے پاس اثر ورسوخ پیدا کیا۔ اچھے اچھے عہدے حاصل کیے اور لوگوں کی گردنوں پر مسلط ہو گئے۔ لوگوں کا تو طریقہ ہی یہ ہے کہ وہ بادشاہوں اور دنیا کمانے والوں کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔

کبھی رسولؐ خدا کا کلام کسی کی نصیحت کے لیے ہوتا تھا۔ کوئی بات کسی خاص آدمی کے لیے مخصوص ہوتی تھی۔ ایسے لوگ بھی رسولؐ کا کلام سن لیتے تھے جو اس کو پوری طرح سمجھ نہ سکتے تھے۔ وہ اس کے حقیقی معنی سے ناواقف تھے۔ پھر اصحاب کرامؓ میں سب ایسے نہ تھے کہ جن کو سوال کرنے کی ہمت ہو۔ وہ تو انتظار کرتے تھے کہ کوئی صحرائی

عرب آجائے اور رسولؐ سے کچھ پوچھے تو وہ سن لیں۔

مگر میں (علیؑ) وہ تھا کہ میرے سامنے جو چیز بیان ہوتی تھی، میں اس کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ پھر اس کو یاد بھی کر لیتا تھا۔

(نوٹ) واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ رسولؐ خدا کے زمانے میں بھی جھوٹی حدیثیں بیان کی جاتی تھیں۔ اس لیے رسولؐ نے جھوٹی حدیثیں بنانے والوں کو جہنمی فرمایا (بخاری) پھر منافقین بھی حدیثیں بیان کرتے تھے اور وہ جھوٹے لوگ جو حکمرانوں کے عہدے اور مال کے طلب گار تھے حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔ وہ ان کے مطلب کی جھوٹی حدیثیں بیان کرتے تھے۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں صحیح احادیث کے معلوم کرنے کا کوئی معتبر ترین ذریعہ ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں اختلاف نہ ہو۔

اسی لیے خداوندِ عالم نے اہل بیتؑ رسولؐ (آئمہ اہلبیتؑ) کی طہارت کا کلمہ قرآن میں پڑھا اور فرمایا "میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اے اہلبیتؑ! تم سے ہر قسم کی نجاست (جھوٹ گناہ و بد عہدی وغیرہ) کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا" (القرآن)

رسولؐ خدا نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ جو اس شہر میں آنا چاہتا ہے اس کو دروازے سے آنا چاہیے" (الحدیث)

رسولؐ خدا نے یہ بھی فرمایا! میں تم میں بے حد قیمتی دو (۲) چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، قرآن اور اہلبیتؑ۔ جب تک تم ان دونوں سے مضبوط تعلق جوڑے رکھو گے، کبھی ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ دونوں بھی ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آجائیں۔(صحیح مسلم شریف)

افسوس ہے کہ ان مستند احادیث کے ہوتے ہوئے بھی امام بخاری نے صحیح بخاری میں 6000 احادیث میں سے صرف 16 حدیثیں حضرت علیؑ سے لیں۔

جبکہ ایک حدیث کے مطابق رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ" میں نے خدا سے دعا کی کہ علیؑ کے کانوں کو کھول دے۔ یعنی سماعت میں اضافہ وسرعت عطا فرما دے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں" اس دعا کے بعد میں نے جو کچھ بھی رسولؐ اکرم سے سنا اس کو قطعاً نہ بھولا"۔

ظلم، غصب اور مالِ حرام کی مذمت

خدا کی قسم مجھے سعدان (کانٹوں سے بھری جھاڑی) کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا اور زنجیروں میں بندھ کر گھسیٹا جانا،

اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس حالت میں ملوں کہ میں نے کسی انسان پر ظلم کیا ہو یا اس کا مال غصب کیا ہو۔

میں اپنی جان کے لیے ظلم کیسے کر سکتا ہوں جو بہت جلد مرنے والی ہے۔ اور مدتوں مٹی کے نیچے پڑا رہنے والی ہے۔

خدا کی قسم میں نے اپنے سگے بھائی عقیل کو سخت فقر و فاقے کی حالت میں دیکھا، جبکہ وہ لوگوں کے مال سے ایک صاع (۳ سیر) گیہوں مجھ سے مانگنے آئے تھے۔ میں نے ان کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے تھے اور بھوک کی وجہ سے ان کے چہروں کے رنگ زرد پڑ چکے تھے.........مگر (اس کے باوجود) میں نے لوہے کے ایک ٹکڑے کو (آگ میں) تپایا اور ان کے جسم کے قریب لے گیا۔ وہ

اس طرح چیخے جیسے کوئی بیمار درد و کرب کی اذیت سے چیختا ہے۔
پھر میں نے کہا عقیل! تم لوہے کی اس ذرا سی گرمی و حرارت سے چیخ پڑے جسے ایک انسان نے صرف سمجھانے کے لیے مذاق کے طور پر جلایا ہے۔ اور تم مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہو جسے خدا نے اپنے غیض و غضب سے بھڑکایا ہے۔ (ایک دوسری سخت مثال) ایک رات ایک شخص شہد میں گندھا ہوا حلوہ لے کر میرے گھر پر آیا۔ مجھے وہ حلوہ دیکھ کر اس قدر اس سے نفرت ہوئی کہ جیسے وہ سانپ کے تھوک یا اس کی قئے میں گوندھا گیا ہو۔ اس نے کہا (یا امیر المومنینؑ) یہ آپ کے لیے تحفہ ہے۔ میں نے کہا کیا تو مجھے دین کی راہ میں دھوکہ دینے کے لیے آیا ہے؟ خدا کی قسم اگر ساتوں آسمانوں کے نیچے جو کچھ ہے وہ سب کا سب بھی علیؑ کو دے دیا جائے اور کہا جائے کہ میں خدا کی اتنی سی بھی نافرمانی کرلوں کہ ایک چیونٹی کے منہ سے وہ چھلکا چھین لوں (جو وہ لے جارہی ہے) تو میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔

دنیا کی مذمت

یہ دنیا تو میرے نزدیک اس پتے کے ٹکڑے سے بھی زیادہ حقیر ہے جو کسی ٹڈی کے منہ میں ہو۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کو فنا ہو جانے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ؟ ہم عقل کے غافل ہونے اور گناہوں کی برائیوں سے بچنے کے لیے خدا کے دامن (رحمت) میں ہی پناہ لیتے ہیں اور اُسی سے ہی مدد مانگتے ہیں (کہ وہ ہمیں ہر گناہ اور ظلم کرنے سے بچائے رکھے)

بہترین دعا

خدایا! میری عزت و آبرو کو غنا اور ضروری مال دے کر محفوظ رکھ۔ فقر اور مال کی

کمی کی وجہ سے میری منزلت کو لوگوں کی نظروں میں نہ گرا۔

ایسا نہ ہو کہ میں تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں، اور تیرے بندوں کی نگاہِ کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کرنے لگوں۔ پھر جو مجھے دے اس کی تعریف کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی برائی کرنے لگوں۔ جبکہ وہ صرف تو ہے جو پسِ پردہ ہر چیز عطا کرنے والا اور ہر چیز روک لینے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

خوفِ خدا پیدا کرنے والے کلمات

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے معاملات انتہا کو پہنچ جائیں گے اور تم قبروں سے نکل کھڑے ہو گے؟ اس وقت ہر شخص اپنے مال کو جانچ رہا ہو گا۔ پھر سب کے سب اپنے حقیقی مالک خدا کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ اور جو کچھ وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا۔

حضرت علیؑ کے لیے لوگوں کی محبت اور عقیدت کی شدت

تم لوگوں نے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ تو میری طرف پھیلایا تو میں نے اپنے ہاتھ کو تم سے روک لیا۔ اور جب تم نے میرا ہاتھ بیعت کرنے کے لیے کھینچا تو میں اُس کو ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا رہا۔ آخرکار تم سب میرے اوپر ٹوٹ پڑے جس طرح پیاسے اونٹ پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری جوتی کے تسمے ٹوٹ گئے اور میری عبا میرے کاندھوں سے گر گئی۔ ٹوٹے پھوٹے کچلے ہوئے عوام، غریب عوام، میری بیعت کرنے کے لیے اتنے پرجوش اور خوش تھے کہ چھوٹے چھوٹے بچے تک خوشیوں

سے ناچنے لگے۔ اور بوڑھے لڑکھڑاتے گرتے پڑتے میری بیعت کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ بیمار اور ناتواں لوگ اپنے اپنے بستروں سے اٹھ کر میری بیعت کرنے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں تک اپنے پردوں سے نکل آئیں۔

تشریح: معلوم ہوا کہ لوگ حضرت علیؑ کے عادلانہ نظام پر کس قدر بھروسہ کرتے تھے اور آپؑ کو خلافت کا کتنا مستحق اور اہل سمجھتے تھے۔ لیکن حضرت علیؑ پھر بھی خلافت و حکومت کے ہرگز خواہشمند نہ تھے کیونکہ وہ حکومت کی ذمہ داریوں سے خوب واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ حالات کس قدر بگڑ چکے ہیں اور ان کو سنبھالنا اب تقریباً ناممکن ہے۔

بہادر مرد کون ہوتا ہے

بہادر مرد وہ ہوتا ہے جو اپنی بُری خواہشات کو کنٹرول کر سکے اور ان کو اپنے قابو میں رکھ سکے اور ان خواہشوں کو ایسی لگام دے دے کہ وہ خدا کی نافرمانیوں سے رُکیں رہیں۔ اور پھر اُن کی لگام تھام کر ان کو اللہ کی اطاعت کرنے کی طرف کھینچ کر لے جائے۔

(بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ واژدھا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا)

خدا تم سے کیا چاہتا ہے؟ ہمارا فرض

خداوندِ عالم تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم اس کی نعمتوں کا (اپنے قول وعمل سے) شکر ادا کرو کیونکہ اس نے تم کو اپنے اقتدار کا وارث اور مالک بنایا ہے۔ (تم کو اچھے بُرے کرنے کا مکمل اختیار دیا ہے)

پھر دنیا کی محدود وقتی زندگی میں عمل کی مہلت عطا کی ہے تاکہ تم خدا کے انعامات

حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے (خدا کی اطاعت کرنے) میں آگے بڑھنے کی کوششیں کرو۔ اس لیے تم اپنی کمریں مضبوطی سے کس لو۔ اچھی اچھی دعوتوں کے کھانوں کی خواہش اور بلند ہمتی ایک ساتھ نہیں چل سکتی (یعنی بجائے عیاشیوں اور کھانوں پر ٹوٹنے کے ہمت سے خدا کی اطاعت کرو)۔

انسان کی کمزوری اور اس کا علاج

انسان کو ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا غم میں مبتلا کر دیتا ہے جو اس کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر کیونکہ تمہاری خوشیاں صرف آخرت کی دائمی چیزوں (یعنی ثوابوں) کے حصول پر ہونی چاہئیں۔ البتہ آخرت کا کوئی ثواب اگر ہاتھ سے نکل جائے تو اس پر رنج ضرور کرنا چاہیے۔ رہی دنیا تو اگر اس سے کچھ پا لو تو اس پر بہت زیادہ خوش نہ ہو۔ (کیونکہ دنیا کی نعمتیں خاص اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ فانی ہیں) اور جو چیز دنیا کی نعمتوں میں سے چھن جائے تو اس پر بے قرار ہو کر افسوس نہ کرو۔ اس وقت تمہیں موت کے بعد آنے والے حالات کی طرف توجہ کرنا چاہیے (کہ اگر موت کے بعد جنت ہاتھ سے نکل گئی تو کتنا بڑا نقصان ہوگا۔ اس احساس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان زندگی کی قدر کرے گا اور خدا کی اطاعتوں اور فرائض کو پورا کرنے کی صلاحیت پیدا کرے گا)

مظلوم قابلِ تعریف ہوتا ہے

امیر معاویہ کو ان کے خط کے جواب میں لکھا۔ تم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعت کرنے کے لیے اس طرح کھینچ کر لایا گیا تھا کہ جس طرح نکیل پڑے اونٹ کو کھینچا جاتا ہے۔ تو خالقِ کائنات کی قسم! تم میری برائی کرنا چاہتے تھے مگر تم نے میری تعریف کر دی۔ تم

مجھے ذلیل کرنا چاہتے تھے، مگر تم خود ذلیل ہو گئے۔ بھلا کسی مسلمان کے لیے اس میں کونسا عیب ہے کہ وہ مظلوم ہو؟ جبکہ وہ اپنے ذہن میں (خدا کے انتقام پر) شک بھی نہ کرتا ہو اور نہ اس کا یقین کمزور ہو رہا ہو۔

حضرت علیؑ کی وصیت سے اقتباس

اے فرزند! یاد رکھ جس کے ہاتھ میں (موت) ہے تو وہی زندگی پیدا کرنے والا ہے۔ وہی مارنے والا ہے اور دوبارہ پلٹانے والا ہے...... اس لیے خدا ہی کا دامن تھامو۔ کیونکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، رزق دیا ہے، ٹھیک ٹھاک بنایا ہے۔ اس لئے صرف اس کی عبادت، غلامی اور اطاعت کرو، اسی سے ہر چیز طلب کرو، اس کو طلب کرو (یعنی اس کو راضی کرنے کی کوشش کرو) اور صرف خدا ہی سے ڈرو۔

نیز یہ کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی شخص نے بھی خدا کی تعلیمات کو اسطرح نہیں پہنچایا ہے جس طرح حضرت محمدؐ نے خدا کے پیغامات کو بے حد اچھی طرح سے پیش کیا۔

اس لیے ان کو دل کی تمام گہرائیوں کے ساتھ اپنا رہنما، مالک اور نجات دینے والا مانو۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھو کہ اگر تمہارے پالنے والے مالک خدا کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول ہوتے (جو اس کے پیغامات لاتے) اس کی حکومت اور تجلیات کے نشانات بھی دکھائی دیتے۔ اس لیے جان لو کہ خدا صرف ایک اکیلا ہے جیسا کہ اس نے خود بیان فرمایا ہے کہ کوئی اس کا ہمسر برابر نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان جب بھی کوئی معاملہ کرو اپنی ذات کو معیار قرار دو۔ یعنی جو بات خود اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ جو بات خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو۔ تم بھی یہی چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ ظلم اور زیادتی نہ ہو، تو تم دوسروں کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ کرو۔ جس طرح تم چاہتے ہو تمہارے ساتھ باعزت سلوک کیا جائے تو یہی سلوک دوسروں کے ساتھ کرو۔ دوسروں کے جس عمل کو اپنے لیے بُرا سمجھتے ہو، اسی عمل کو دوسروں کے لیے بھی بُرا سمجھو۔

دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو خود اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے..... یاد رکھو کہ خود پسندی، (خود کو سب سے اچھا سمجھنا) عقل کی تباہی ہے۔

روزی کے لیے ہی خود دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو (دوسروں کے مال پر نگاہ نہ رکھو)

اگر صحیح راستے پر چلنے کی توفیق مل جائے تو خدا کے سامنے انتہائی عاجزی کرو۔ (بے حد شکر ادا کرو)

لیکن اپنی طاقت سے زیادہ اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالو کہ کل وہ تمہارے لیے وبالِ جان ہی بن جائے۔ (یعنی بہت زیادہ دولت نہ جمع کرو)

یاد رکھو تمہارے سامنے ایک مشکل وادی ہے، جس میں ہلکا پھلکا آدمی (جس نے زیادہ مال نہ کمایا ہو) بھاری وزن والے آدمی سے بہت اچھی حالت میں ہوگا۔ اسی راہ میں لازماً یا تو تمہاری جنت ہوگی یا جہنم..........

مگر مرنے کے بعد خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ ہوگا اور نہ ہی

دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ممکن ہوگی۔ (اس لیے دنیا ہی میں خدا کو راضی کرلو)

دعا کی اہمیت

یقین رکھو جس کے قبضۂ قدرت میں زمین اور آسمانوں کے تمام خزانے ہیں، اُسی نے تمہیں دعا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور اس کو قبول کرنے کا ذمہ بھی لے لیا ہے۔ اس نے خود حکم دے دیا ہے کہ تم اُس سے مانگو۔ اس سے رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ تم پر رحم کرے۔

پھر اس نے گناہوں سے توبہ کرنے کا دروازہ بند بھی نہیں کیا۔ نہ سزا دینے میں جلدی کی۔ نہ اس نے گناہوں پر تم کو ذلیل کیا، نہ طعنہ دیا نہ توبہ قبول کرنے کی سخت شرطیں لگائیں۔ نہ گناہ پر تم سے بڑی سختی سے جرح کی۔ نہ اپنی رحمتوں، معافیوں سے مایوس کیا، یہاں تک کہ اس نے گناہوں کو چھوڑ دینے کو بھی ایک نیکی قرار دیا۔ ایک برائی کو ایک برائی اور ایک نیکی کو دس نیکیوں کے برابر قرار دیا۔ جب بھی اس کو پکارو وہ تمہاری سنتا ہے......... دعا کی اجازت دے کر اس نے اپنے تمام خزانوں کی چابیاں تم کو دے دی ہیں۔ پھر سوال کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا ہے۔ اس لیے جب چاہو دعا کر کے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا سکتے ہو۔ اس کی رحمت اپنے اوپر برسا سکتے ہو۔

البتہ اگر دعا کی قبولیت میں کچھ دیر ہو تو ہرگز ناامید نہ ہونا۔ اکثر دعا کی قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ دعا مانگنے والے کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو (وہ اور زیادہ دعائیں مانگ کر اور صبر سے کام لے کر زیادہ سے زیادہ آخرت کا اجر پا سکے)

تاکہ اس کو اس کی امید سے کہیں زیادہ عطا کر دیا جائے۔ دنیا کی کسی چیز کو نہ دے کر، آخرت میں اس سے کہیں اچھی چیز دی جاتی ہے۔ یا دنیا کی کوئی چیز اس لیے بھی نہیں دی جاتی کہ اسی میں تمہارا فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر وہ چیزیں جو تم خدا سے مانگ لیتے ہو کہ اگر وہ تمہیں دی جائیں تو تمہارا دین و ایمان تباہ ہو جائے۔ دنیا نہ تمہارے واسطے رہے گی اور نہ تم اس کے واسطے رہو گے۔ تم دنیا کے ایسے گھر میں ہو جو صرف آخرت کے لیے سامان جمع کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ جو آخرت کے لیے گزرنے کا راستہ ہے۔ اس لیے ایسی موت سے ڈرو جو گناہوں کے عالم میں آ جائے۔ اس طرح تم توبہ بھی نہ کر سکو گے۔ ایسا ہوا تو گویا تم برباد ہو گئے۔

خبردار دنیا پرستوں کی لالچ تمہیں دھوکہ نہ دے دے۔ دنیا نے تو اپنی حقیقت خود واضح کر دی ہے۔ اپنی برائیاں تم کو دکھا دی ہیں۔ دنیا پر مرنے والے تو بھونکنے والے کتے کی صورت میں ایک دوسرے پر غراتے ہی رہتے ہیں۔ طاقت ور کمزور کو نگل لیتا ہے۔ بڑا چھوٹے کو کچلے ڈالتا ہے۔

دنیا لوگوں سے کھیل رہی ہے اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں۔ دوسروں کے غلام نہ بنو کیونکہ خدا نے تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔...... اس فائدے میں کوئی بھلائی نہیں جس میں ذلت اٹھانی پڑے.......... دولت نہ ہونے کی تلخی سہ لینا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ پاک دامنی کے ساتھ محنت مزدوری کرنا، فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت سے کہیں بہتر ہے۔

نیک لوگوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک بن جاؤ گے۔ بُروں سے بچے رہو گے تو ان کے بُرے اثرات سے بھی بچے رہو گے۔ بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور پر کیا جائے۔

خوش نصیب آدمی: اللہ کا گروہ کون؟

خوش نصیب کامیاب انسان وہ ہے جس نے (۱) خدا کے مقرر کیے ہوئے تمام فرائض کو پورا کیا۔ (۲) سختی اور مصیبتوں پر صبر کیا۔ (۳) راتوں کو خدا کی عبادت کے لیے اپنی آنکھوں کو جگایا۔ اور قیامت کے دن کے خوف سے بیدار رہا، بستروں سے الگ رہ کر خدا کو یاد کرتا رہا (۴) کثرتِ استغفار (خدا سے اپنے گناہوں پر معافیاں طلب کرتا رہا) جس کی وجہ سے اس کے گناہ ختم ہوگئے۔

ایسے لوگ ہی اللہ کا گروہ ہیں اور بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو وصیت

تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ!

(۱) اللہ سے ڈرتے رہنا۔ (۲) دنیا کے خواہشمند نہ ہونا۔

(۳) دنیا کی کسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے۔

(۴) جو کہنا حق کے لیے کہنا (۵) جو کرنا ثواب آخرت کے لیے کرنا۔

(۶) ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔

(۷) تمہارے نانا نے فرمایا کہ آپس کی نفرتوں کو مٹانا، نماز روزوں سے بھی افضل ہے۔

(۸) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ کہیں ان کو فاقے نہ کرنے پڑ جائیں اور تمہارے ہوتے ہوئے وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔

(۹) اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ رسولؐ خدا نے ان کے حقوق کے بارے میں اس حد تک سفارش فرمائی کہ ہم لوگوں کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ آپؐ ان کو ہمارا ورثہ بھی دلائیں گے۔

(۱۰) قرآن کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم سے آگے بڑھ جائیں۔

(۱۱) خدا کے گھر کعبہ کے بارے میں خدا سے ڈرنا اور اس کو جیتے جی خالی نہ چھوڑنا۔

(۱۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔

(۱۳) جان و مال و زبان سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا۔

(۱۴) ایک دوسرے کی مدد کرنا، تعلقات نہ توڑنا۔

(۱۵) اچھے کاموں کی ترغیب دلانے اور برے کاموں کے روکنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا۔ ورنہ برے لوگ تمہاری گردنوں پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر تم دعائیں مانگو گے مگر وہ قبول نہ ہونگی۔

(۱۶) میرے بدلے صرف میرا قاتل قتل کیا جائے۔ اس کو بھی صرف ایک ضرب لگائی جائے (کیونکہ اس نے بھی صرف مجھے ایک ہی ضرب لگائی ہے) میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ خبردار کسی کے ہاتھ پیر نہ کاٹو۔ اگرچہ وہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

بدترین اور اعلیٰ ترین صفات اور ان کی خوبیاں

کنجوسی ذلت وخواری ہے۔ بزدلی عیب ہے۔ غربت اور فقیری عقلمند انسان کی زبان کو بولنے اور دلیلیں دینے سے روک دیتی ہے۔ مفلس اپنے شہر میں بھی مسافروں کی طرح بے سروسامان اور بے سہارا ہوتا ہے۔ کمزوری اور کچھ نہ کرسکنا بڑی مصیبت ہے، مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کرنا بہادری ہے۔ دنیا سے بے رغبتی بہت بڑی دولت ہے اور برائیوں سے بچتے رہنا ہر بلا سے بچائے رکھنے والی سپر ہے۔ خدا کی مرضی اور احکام کے سامنے سر جھکائے رہنا بہترین دولت ہے۔

علم بہترین ورثہ ہے۔ ادب نیا خلعت (شاہی لباس) ہے۔

غور وفکر کرنا صاف وشفاف شیشہ ہے (کہ جس میں تمام حقیقتیں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں) عقلمند کا سینہ بھیدوں اور لوگوں کے رازوں کا خزانہ ہوتا ہے۔

خندہ پیشانی اور خوش ہو کر دوسروں سے ملنا محبت اور دوستی کا پھندا ہے (کیونکہ لوگ ایسے لوگوں کی محبت اور دوستی میں پھنسے رہتے ہیں)۔

دوسروں کی باتوں کو برداشت کرنا اپنے عیبوں کو چھپا لیتا ہے۔

صلح صفائی اپنے عیبوں کو ڈھانپ لینے کا ذریعہ ہے۔

جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے اور خود کو بڑا سمجھتا ہے، لوگ اس کو پسند نہیں کرتے۔ خیرات کرنا کامیاب دوا ہے۔ لوگوں کے سارے عیب قیامت کے دن سب کی آنکھوں کے سامنے ہونگے۔

انسان عجیب مخلوق ہے

کہ چربی سے دیکھتا ہے، گوشت کے ٹکڑے سے بولتا ہے۔ ہڈی سے سنتا ہے اور

سوراخ سے سانس لیتا ہے۔

دنیا کی کامیابی کا نتیجہ

جب یہ دنیا کسی کی طرف بڑھتی ہے (یعنی مال و دولت، عزت و شہرت حاصل ہو جاتی ہے) تو دوسروں کی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

لوگوں سے کس طرح ملنا چاہیے؟

لوگوں سے اس طرح ملو کہ جب تم مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں۔ اگر تم زندہ رہو تو تم سے ملنے کے خواہشمند ہوں۔

دشمن پر فتح پانے کا شکرانہ

یہ ہے کہ تم اس کو معاف کر دو۔

انسانوں میں سب سے عاجز اور کمزور

وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ اپنے بھائی یا خاص دوست نہ بنا سکے۔ اور اس سے بھی عاجز اور کمزور وہ ہے کہ اچھے دوست اور سچے دوست پا کر ان کو کھو دے۔

نعمتوں کو بھگانا

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں ملنے لگیں تو خدا کی ناشکری کر کے ان کو اپنے تک پہنچنے سے پہلے نہ بھگا دینا۔ (خدا فرماتا ہے کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہو گے تو میں ضرور

تمہاری نعمتوں میں اضافہ کرتا رہوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میری سزا بے حد سخت ہے)۔(القرآن)

(حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی نعمتیں بڑھتی ہی رہیں تو اس کو چاہیے کہ بہت زیادہ خدا کا شکر ادا کرے)۔

ہر بلا اور فتنہ میں گرفتار بُرا نہیں ہوتا

ہر گرفتارِ بلا انسان قابلِ مذمت نہیں ہوتا (کیونکہ مصیبتیں صرف سزا کے طور پر ہی نہیں آتیں) بلکہ امتحان لینے کے لیے بھی آتی ہیں۔ جس طرح انبیاء کرامؑ اور آئمہ اطہارؑ پر مصیبتیں آئی ہیں۔

(گذرِ منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سواء ان سوا مشکل ہے)

خدا کی قدرت

ہر چیز خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ اس لیے کبھی کبھی تدبیر اور علاج کی وجہ سے بھی موت آجاتی ہے۔

(اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا)

لمبی لمبی اُمیدیں باندھنے کا بُرا انجام

جو شخص امیدیں باندھے بے لگام دوڑتا ہے، پھر وہ موت سے ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا ہے

(کیونکہ وہ موت کے لیے تیار نہیں ہوتا اس لیے جب موت آتی ہے تو اس کو ایسا محسوس

ہوتا ہے کہ ٹھوکر لگی ہے اور اچانک منہ کے بل گرا ہے۔اس لیے موت اس کے لیے سخت تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

(کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گزار گرمیِ محفل نہ کر قبول)
(اقبال)

بامروّت بہادر لوگ

جولوگ دوسروں کے ساتھ مردانگی کا اچھا سلوک کرتے ہیں، ان کی غلطیوں کو معاف کر دو۔کیونکہ ایسا آدمی اگر غلطی کر کے گرتا ہے تو خدا خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اٹھا لیتا ہے۔

(یعنی جولوگ دوسروں کے ساتھ محبت اور سخاوت کا سلوک کرتے ہیں خدا ان سے محبت کرتا ہے۔اس لیے اگر وہ کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو خدا ان کی بہت جلد اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است

بے جا خوف اور شرم کا نتیجہ

بے جا خوف اور شرم کا نتیجہ محرومی ہے۔فرصت کے اوقات اڑتے بادل کی طرح فوراً گذر جاتے ہیں۔اس لیے ان اوقات میں اچھے کام کرنے کے موقع سے پورا فائدہ اٹھاؤ۔

نیک عمل کی اہمیت

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں، اس کو اس کا حسب نسب (باپ دادا) آگے نہیں بڑھا سکتا۔

بے چینوں کی فریاد سننا

مصیبت کے ماروں کی مدد کرنا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے (بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے)

نعمتیں ملتے وقت

جب تو یہ دیکھے کہ خدا تجھے مسلسل نعمتوں سے نواز رہا ہے تو اس وقت خدا کی نافرمانی سے بہت ڈرنا۔ کیونکہ وہی خدا تیا پانچا بھی کر سکتا ہے۔

بیماری کی حالت میں

جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔
(تاکہ جسم کی قوتِ مدافعت سرگرم رہے)

خدا کی پردہ پوشی

ڈرو، ڈرو، اس لیے کہ خدا نے تمہارے گناہوں کو اس قدر چھپایا ہے کہ گویا تم کو معاف کر دیا ہے۔
(اس کے باوجود اگر گناہ کرتے رہے تو ممکن ہے کہ خدا کی سزائیں تمہیں گھیر لیں)۔

بہترین زہد

بہترین زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی وہ ہے کہ جس کو لوگوں سے چھپایا جائے (تا کہ وہ صرف خدا کو خوش کرنے کے لیے ہو۔ لوگوں کی تعریف حاصل کرنے کے لیے نہ ہو)

جو جنت کا مشتاق ہوگا

وہ بری خواہشوں کو بھلا دے گا۔ اور جو جہنم سے ڈرے گا، وہ حرام کاموں سے خود کو بچائے گا۔ جو دنیا کی زیادہ پروانہیں کرے گا، وہ مصیبتوں کو آسان سمجھے گا۔ جسے موت کا انتظار ہوگا، وہ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرے گا۔

نیک کام کرنے والا

خود نیک کام سے بہتر ہے۔ بُرے کام کرنے والا بُرے کاموں سے زیادہ بُرا ہے۔

بہترین دولت

یہ ہے کہ لمبی لمبی امیدوں (تمناؤں) کو چھوڑ دیا جائے (اور آخرت کی طرف توجہ پھیر لی جائے)

جس نے لمبی لمبی امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال خود بگاڑ لیے۔

انسانیت کی توہین

حضرت علیؑ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو انبار کی زمیندار آپ کو دیکھ کر

گھوڑوں سے اتر گئے اور سامنے دوڑنے لگے۔ آپ کے پوچھنے پر کہنے لگے کہ ہم سرداروں کا اسی طرح احترام کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا'' ایسی تعظیم سے حکمرانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جبکہ تم لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر ایسی محنت کتنی بڑی بدبختی ہے اور نقصان ہے جس کا نتیجہ آخرت کی سزا ہو، وہ راحت کتنی فائدہ مند ہے جس کا نتیجہ جہنم سے امان ہو۔

سب سے بڑی چیزیں

حضرت علیؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسنؑ سے فرمایا

(۱) سب سے بڑی دولت عقل و دانش ہے۔

(۲) سب سے بڑی وحشت (ڈرنے کی چیز) غرور کرنا اور خود کو بڑا سمجھنا ہے۔

(۳) سب سے بڑی ناداری اور فقر بے عقلی اور حماقت ہے۔

(۴) سب سے بڑا جوہر ذاتی اچھے اچھے اخلاقی صفات پیدا کرنا ہے۔

(۵) بے وقوفوں احمقوں سے دوستی نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تمہیں فائدہ بھی پہنچانا چاہیں گے تو بھی نقصان پہنچے گا۔

(۶) کنجوس سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی سخت ضرورت ہوگی تو اس وقت وہ تم سے دور بھاگے گا۔

(۷) برے کردار کے انسان سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے دام بیچ دے گا۔

(۸) جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کی مانند دھوکہ ہے۔ وہ دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔

سنّتی اور نفلی عبادتوں سے

خدا کا قرب حاصل نہیں ہوتا اگر وہ فرائض اور واجبات کے ادا کرنے میں رکاوٹ ہوں۔

عقلمند کی زبان

اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور بے وقت کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

(مطلب یہ ہے کہ عقل منداس وقت زبان کو کھولتا ہے جب خوب سوچ لینے کے بعد نتیجے نکال چکا ہوتا ہے، جبکہ احمق آدمی بے سوچے سمجھے جو دل میں آئے کہتا چلا جاتا ہے۔اس کی زبان اس کی عقل کی نہیں بلکہ دل اور خواہشات کے تابع ہوتی ہے)(سید رضیؒ)

بیماری کی حقیقت

اپنے ایک ساتھی کو بیمار ہونے پر فرمایا "اللہ نے بیماریوں کو گناہوں کے دور ہونے کا ذریعہ بنایا ہے کیونکہ بیماریاں گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہیں جس طرح خزاں درختوں کے پتوں کو جھاڑ دیتی ہے۔مگر اصل فائدہ اور ثواب صرف اس وقت ہوتا ہے جب اچھی بات زبان سے نکلے اور کچھ نیک کام ہاتھ پیروں سے کیا جائے۔

(بیماری صرف گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور نیک اعمال سے ثواب ہوتا ہے)

خوش نصیب

(۱) خوش نصیب وہ شخص ہے جو آخرت کو یاد رکھے۔

(۲) خدا کو حساب دینے کے لیے اچھے اچھے اعمال کرے۔

(۳) جو بھی دنیا کا سامان مل جائے صرف اسی پر قناعت کرے۔

(یعنی بے حد جمع کرنے پر نہ اتر آئے) اور (۴) ہر حال میں اللہ سے راضی رہے۔

حضرت علیؑ کی محبت

فرمایا "اگر میں مومن کی ناک پر بھی ماروں، جب بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور اگر میں دنیا کی دولت کافر کے سامنے ڈھیر کردوں تب بھی وہ مجھ سے محبت نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ پیغمبر اسلامؐ فرما چکے ہیں۔ "اے علیؑ! کوئی مومن تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہیں کرے گا۔" (الحدیث)

وہ گناہ جس پر تمہیں افسوس ہو

اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو نیکی تمہیں خود پسند اور متکبر بنا دے۔

انسان کی قدر و قیمت

صرف اتنی ہی ہے جتنی اس میں ہمت ہوتی ہے۔ جتنا انسان بہادر ہوتا ہے اتنا ہی سچا ہوتا ہے اور جتنا غیرت مند ہوتا ہے اتنا ہی پاک دامن ہوتا ہے۔

کامیابی کا دارومدار

دور اندیشی، دور تک سوچنے سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دور اندیشی غور و فکر کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنے رازوں کو چھپانا بھی دور اندیشی ہے۔

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے

ایسے دونوں قسم کے لوگوں کے حملے سے ڈرو۔

لوگوں کے دل

صحرائی جانور ہیں۔ جو ان کو پیار و محبت سے سدھائے گا اسی کی طرف جھک جائیں گے۔

(تم زمانے کی راہ سے آئے
ورنہ سیدھا تھا راستہ دل کا)

سخاوت وہ ہے

کہ بن مانگے (مجبور دیکھ کر) مدد کی جائے۔ مانگنے پر دینا شرم اور برا بھلا سننے سے بچنا ہے۔

بے حد قیمتی چیزیں

عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی فقیری نہیں۔
دوسروں کا ادب کرنے سے اچھی کوئی میراث نہیں، مشوروں سے اچھا کوئی مددگار نہیں۔

قناعت وہ دولت

جو ختم نہیں ہوتی۔

جو خدا کی نافرمانیوں

کی برائیوں اور نتائج سے خوف دلائے وہ تمہیں خوشخبریاں سنانے والے کی مانند ہے۔

زبان ایک درندہ ہے

کہ اگر اس کو کھلا چھوڑ دیا گیا تو پھاڑ کھائے گا۔

جب تم پر سلام کیا جائے

تو سلام کرنے والے سے زیادہ اچھے طریقے سے اس کا جواب دو۔ جب تم پر کوئی احسان کرے تو اس کو اس کی عطا سے زیادہ بڑھ کر بدلہ دو۔ اگر چہ پھر بھی افضل وہی ہے جو پہل کرے۔

اچھی سفارش کرنے والا

امیدواروں کے لیے بال و پر کی طرح ہوتا ہے۔

اچھے دوستوں کو کھو دینا

غریب الوطنی، لاچاری اور غربت ہے۔

نااہل کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے رکے رہو

چاہے مطلب حاصل نہ ہو۔

تھوڑا دینے سے مت شرماؤ

کیونکہ خالی ہاتھ لوٹانا اس سے بھی زیادہ گری ہوئی بات ہے۔

ذلت اور کثافتوں سے بچنا

فقیری کا زیور ہے۔ اور شکر نعمت ادا کرنا دولتمندی کی زینت ہے۔

اگر جو چاہتے ہو نہ مل سکے

تو جس حال میں ہو، مست و مگن رہو۔

جب عقل بڑھتی ہے

تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

جاہل کو نہ پاؤ گے

مگر یا حد سے آگے بڑھا ہوا یا حد سے کم گرا ہوا۔

جو دوسروں کو ہدایت کرنا چاہتا ہے

اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے خود علم حاصل کرے یعنی اخلاق سکھانے سے پہلے خود کو نیک کردار بنائے۔ جو خود کو علم سکھائے وہ دوسروں کو علم و ادب سکھانے والے سے کہیں بہتر اور زیادہ لائق تعظیم ہے۔ (کیونکہ یہ اصلی اور مشکل کام ہے)

انسان کی ہر سانس

ایک آگے اٹھتا ہوا قدم ہے۔ جو اس کی قبر کی طرف بڑھ رہا ہے۔

(ہر نفس عمر گزشتہ کی ہے میت فانی)

جب کسی اچھے برے کام کی پہچان نہ رہے

تو اس کے انجام کو دیکھ کر پہچانو (کہ وہ کام اچھا تھا یا برا تھا)

انسان فاعلِ مختار ہے

اگر انسان مجبور ہوتا تو پھر نہ ثواب کا کوئی سوال رہتا نہ عذاب کا..... اسی لیے خدا

نے بندوں کو خود مختار بنا کر حکمِ اطاعت دیا ہے۔ اور اپنی سزاؤں سے ڈرا ڈرا کر اس نے آسان اور اچھے کاموں کے انجام دینے کی تکلیف دی ہے اور مشکلوں سے بچائے رکھا ہے۔ پھر تھوڑے سے نیک کام پر بہت زیادہ اجر دیا ہے۔ خدا کی نافرمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس نے اپنی اطاعت پر مجبور کر رکھا ہے۔

اس لیے خدا نے پیغمبروںؑ اور کتابوں کو بطورِ تفریح کے نہیں بھیجا

(مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کتابوں کے ذریعے خدا نے اچھے بُرے اعمال کے نتائج بتا کر اپنی اطاعت کی طرف راغب کیا ہے اور اعلیٰ افراد کو اپنی معرفت کے ذریعے محبت الٰہی کے حصول کے بعد اطاعت کی ترغیب دی ہے)۔

علم و حکمت

علم و حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اس کو حاصل کرو چاہے اسے منافق (کافر و مشرک) ہی سے کیوں نہ لینا پڑے۔ (کیونکہ وہ تمہاری ہی کھوئی ہوئی چیز ہے)۔

ہر شخص کی قیمت

وہ اچھے بُرے کام ہیں جو وہ خود انجام دیتا ہے۔

(کوئی حکمت کا جملہ اس سے زیادہ قیمتی نہیں ہوسکتا) سید رضیؒ

پانچ بے حد قیمتی تعلیمات

(۱) تم میں سے کوئی شخص خدا کے سوا کسی سے کوئی آس نہ لگائے۔

(۲) خدا کی نافرمانی کے سوا کسی چیز سے نہ ڈرے۔

(۳) اگر کوئی بات نہ جانتے ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ میں یہ بات نہیں جانتا۔

(۴) اگر کوئی چیز معلوم نہ ہو تو کہے کہ میں نہیں جانتا۔

(۵) صبر کو اپنی عادت بناؤ۔ کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ اگر صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں (ایمان کا معیار قوتِ صبر ہے) خدا لوگوں کو ان کی آخرت کے بنانے کے لیے اچھے کاموں کے سلسلے میں دنیا میں مدد دینا چاہتا ہے اور وہی مدد دیتا رہتا ہے۔

بے حد تعریف

ایک منافق شخص نے حضرت علیؑ کے منہ پر اُن کی بہت زیادہ تعریف کی تو فرمایا۔ جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں۔ اور جو تمہارے دل میں ہے، میں اس سے بہت زیادہ ہوں۔

علم و حکمت

مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ چاہے اسے منافق ہی سے کیوں نہ لینا پڑے۔

بوڑھے تجربہ کار کی رائے

مجھے جوان کی ہمت سے زیادہ پسند ہے۔

ہر شخص کی قیمت وہ اچھے کام ہیں جو

وہ انجام دیتا ہے۔

اس شخص پر تعجب ہے

جو توبہ کی مہلت کے ہوتے ہوئے خدا کی رحمت سے مایوس ہے۔

دو بے حد قیمتی چیزیں

دو چیزیں باعث امان تھیں (۱) ایک امان اٹھالی گئی جو حضرت محمدؐ کی ذات تھی اور اب (۲) جو امان ملتی ہے وہ توبہ اور استغفار سے ملتی ہے۔

(یعنی خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنا اور خدا کی طرف توجہ رکھتے ہوئے اپنے گناہوں کو چھوڑ کر اطاعتِ خدا کی طرف آجانا خدا کی امان میں آجاتا ہے۔

جو خدا سے تعلقات اچھے رکھتا ہے

خدا لوگوں سے اس کے تعلقات بھی اچھے کرا دیتا ہے۔ جو اپنی آخرت کو اچھے کاموں کے انجام دینے سے بنالیتا ہے، خدا اس کی دنیا خود بنا دیتا ہے۔ جو خود کو وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے پھر خدا کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔

دل بھی اسی طرح اُکتا جاتے ہیں

جس طرح بدن تھک جاتے ہیں۔ جب ایسا ہو تو حکیمانہ باتیں تلاش کرو (سنو یا پڑھو)۔

خدا کا فرمانا کہ مال اولاد فتنہ ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا مال اولاد کے ذریعے تمہارا امتحان لیتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون اپنی کم روزی پر خدا سے ناراض ہے؟ اور کون اپنی اچھی روزی

اور اچھی قسمت پر خدا کا شکر گزار ہے۔ حالانکہ خدا ہم سب کو اتنا جانتا ہے کہ ہم سب بھی خود کو اتنا نہیں جانتے۔ مگر وہ امتحان اس لیے لیتا ہے تاکہ ہم سزا و جزا کے مستحق بن سکیں (اور ہم پر حجت تمام ہو جائے)

فائدہ اور نیکی کیا چیز ہے؟

فرمایا۔ نیکی یہ نہیں کہ تمہارا مال اولاد بڑھ جائے۔ اچھائی یہ ہے کہ (۱) علم اور حلم زیادہ ہو۔

(۲) خدا کی عبادت اور اطاعت میں اضافہ ہو۔ (۳) پھر جب اچھے کام کرو تو خدا کا شکر ادا کرو۔ (۴) اگر کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً خدا سے معافیاں طلب کرو۔

دنیا میں صرف دو قسم کے آدمیوں کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے

(۱) جو گناہ کر کے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے۔

(۲) دوسرا وہ جو نیک کاموں کے انجام دینے میں جلدی اور سرگرمی دکھائے۔

جو کام خدا کے ادب اور خوف کی وجہ سے

انجام دیا جائے، وہ تھوڑا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو عمل خدا کے ہاں قبول ہو جائے وہ کیونکر تھوڑا ہو سکتا ہے؟

(معلوم ہوا جو شخص خدا کی بڑائی، عطاؤں اور سزاؤں کو یاد کر کے خدا کے پسندیدہ کام انجام دیتا ہے، خدا ان کاموں کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس طرح اس کے وہ معمولی عمل بہت بڑے عمل بن جاتے ہیں)

حضرت محمد مصطفیٰؐ کا دوست

وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے۔(کیونکہ آپ کا مقصد یہی تھا) چاہے ان سے کوئی رشتہ یا قرابت نہ رکھتا ہو۔رسولؐ خدا کا دشمن وہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرے چاہے وہ آپ کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

یقین کی حالت میں سوتے رہنا

شک کی حالت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

(جب اُس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے وہ بال و پر روح الامیں پیدا)
(اقبال)

جب بھی کوئی حدیث سنو

تو اسکو عقل کے معیار پر پرکھو۔صرف الفاظ کو سن کر نہ مان لو۔
کیونکہ علم کو بیان کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اس پر غور و فکر کرنے والے بہت کم ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّ اِلَیہِ رَاجِعون

کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا یہ کہنا کہ ہم اللہ کے ہیں اس کے مالک ہونے کا اعتراف کرنا ہے۔اور ہمارا یہ کہنا کہ "ہم کو اُسی خدا کی طرف پلٹنا ہے"۔اپنے لیے مر جانے (اور خدا سے ملاقات کرنے) کا اعتراف کرنا ہے۔

کسی کی حاجت کو پورا کرنا

تین چیزوں کے بغیر بے فائدہ ہے۔

(۱) دوسرے پر احسان کرنے کو چھوٹا معمولی سمجھا جائے۔ تو وہ احسان بڑا ہو جاتا ہے۔

(۲) اپنے احسان کرنے کو چھپایا جائے تا کہ خدا اس کو خود بخود ظاہر فرما دے۔

(۳) دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کی جائے تا کہ وہ کام خوشگوار ہو جائے۔

بُرا زمانہ

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب لوگوں کا مقرب اور پسندیدہ وہ ہو گا جو دوسروں کے عیب بیان کرے گا۔ خوش مذاق وہ سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر بدکار ہو گا۔

انصاف کرنے والے کو کمزور سمجھا جائے گا۔

صدقہ خیرات کرنے کو نقصان سمجھا جائے گا۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنے پر احسان بتایا جائے گا۔ عبادتیں صرف دوسروں پر فخر اور برتری جتانے کے لیے کی جائیں گی۔ حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشوروں پر ہو گا۔ نوجوان لڑکے اور ہیجڑے حکومت کے مشیر ہوں گے۔

خوش نصیب لوگ

وہ ہیں جو دنیا سے زیادہ محبت نہیں کرتے۔ بلکہ بے رغبت رہتے ہیں اور پوری

طرح آخرت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایسے لوگ زمین پر بیٹھتے ہیں۔ مٹی کو بستر سمجھتے ہیں۔ پانی کو شربت سمجھ کر پیتے ہیں۔ قرآن کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ دعاؤں کو اپنی سپر بنا لیتے ہیں۔ پھر عیسیٰ مسیحؑ کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں۔

رکھے نہیں خزانے زمینوں میں گاڑ کے
آئی اجل کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے
(انیسؔ)

دنیا سنوارنے کے لیے

جو لوگ دین کو چھوڑ دیتے ہیں، خدا دینوی فائدوں سے زیادہ ان کے نقصانات اٹھانے کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔

دین سے بے خبری

بہت سے پڑھے لکھوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ پھر جو علم ان کے پاس ہوتا ہے وہ بھی ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

ہم اہلبیتِ رسولؐ

وہ نقطۂ اعتدال ہیں کہ ہم سے پیچھے رہ جانے والوں کو آگے بڑھ کر ہم سے ملنا ضروری ہے۔ اور ہم سے آگے بڑھ جانے والوں کو پلٹ کر آنا ضروری ہے۔

(یعنی آلِ محمدؐ کی تعلیمات معتدل ہیں۔ کسی معاملے میں وہ نہ ہی حد سے آگے بڑھتے ہیں اور نہ ہی حد سے پیچھے رہتے ہیں)

حکمِ خدا کی صرف وہی نافذ کر سکتا ہے

جو حق کے معاملے میں نرمی نہ کرے، کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع میں گرفتار نہ ہو سکے۔

جو ہم اہل بیت رسولؐ سے محبت کرے

اس کو فقر کا لباس پہننے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ جو ہم اہلبیتؓ رسولؐ سے محبت کرے اس کو دنیا سے بے حد محبت نہیں کرنی چاہیے۔ اس کو حرام کو حلال پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

مال و دولت کے بجائے ہماری پیروی کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ فقر کا مطلب حبِّ دنیا سے پرہیز کرنا ہے۔

(اک فقر ہے شبیریؓ ، اس فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی ، سرمایۂ شبیریؓ)
(اقبال)

بڑی بڑی خصلتیں

(۱) عقل سے بڑھ کر کوئی مال فائدہ مند نہیں۔

(۲) خود کو بڑا سمجھنے سے بڑھ کر کوئی بے عقلی کی بات نہیں۔

(۳) تدبیر سے کام لینے سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں۔

(۴) کوئی بڑائی اور بزرگی تقویٰ جیسی نہیں (یعنی خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے سے بڑی کوئی بزرگی نہیں)

(۵) خوش اخلاقی سے بہتر کوئی ساتھی نہیں۔

(۶) ادب سے (دوسروں کی عزت کرنے سے) بہتر کوئی میراث نہیں۔

(۷) خدا کی دی ہوئی توفیق سے بہتر کوئی رہنما نہیں۔

(۸) اچھے اچھے اعمال بجالانے سے بہتر کوئی تجارت نہیں۔

(۹) ثواب سے بڑھ کر کوئی نفع نہیں۔

(۱۰) جن کاموں میں شک ہو کہ شاید خدا کو ناپسند ہیں ان سے بچے رہنے سے بڑھ کر کوئی تقویٰ نہیں۔

(۱۱) حرام کاموں سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد نہیں۔

(۱۲) فکر و نظر سے بڑھ کر کوئی علم نہیں۔

(۱۳) خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرنے جیسی کوئی عبادت نہیں۔

(۱۴) حیا کرنے جیسا کوئی ایمان نہیں۔

(یعنی برے کاموں کے وقت انسان حیا کر کے رک جائے یہ ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے)

(۱۵) انکساری سے بڑھ کر کوئی حسب نسب نہیں۔

(۱۶) علم کی مانند کوئی بزرگی شرافت اور عزت نہیں۔

(۱۷) حلم (یعنی دوسروں کی بری باتوں کو برداشت کرنے کی) مانند کوئی عزت نہیں۔

(۱۸) مشوروں سے مضبوط کوئی مددگار نہیں۔

کتنے لوگ ہیں کہ نعمتیں دے دے کر

ان کو آہستہ آہستہ عذاب الٰہی کا مستحق بنایا جاتا ہے۔ اور کتنے لوگ ہیں جو خدا کی پردہ پوشی (عیبوں کو چھپائے رکھنے) سے دھوکے کھائے بیٹھے ہیں۔ اور لوگوں کی تعریفیں سن سن کر خوش ہیں۔

اس طرح خدا مہلت دے دے کر جو امتحان لیتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی سخت امتحان نہیں ہوتا۔ (کیونکہ ایسے مواقع پر عقل اندھی ہو جاتی ہے اور خوشامدی بے جا تعریفیں کر کے بے وقوف بنائے رہتے ہیں۔)

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ برباد ہوئے

(۱) وہ چاہنے والے جو میری محبت میں حد سے بڑھ گئے (اور مجھے خدا یا خدا کا شریک سمجھ لیا)

(۲) دوسرے میرے وہ دشمن ہیں جو مجھ سے دلی نفرت رکھتے ہیں۔

دنیا کی مثال

سانپ کی سی ہے جو چھونے سے نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر مار ڈالنے والا زہر ہوتا ہے۔ جو دنیا سے دھوکا کھا جاتا ہے وہ دنیا کی طرف کھنچتا ہے۔ مگر عقلمند انسان دنیا کے دھوکے سے بچ کر رہتا ہے۔ (یعنی حرام کاموں سے بچتا ہے)

(یعنی عقلمند دنیا سے بے تحاشا محبت نہیں کرتا اور نہ ہی دنیا میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ خدا کو ہی بھول جائے اور حرام لذتوں میں کھو جائے۔ وہ صرف حلال لذتوں سے استفادہ کرتا ہے۔)

بُرے اور اچھے عمل کا فرق

ایک وہ برا عمل ہے جس کی لذتیں تو مٹ جاتی ہیں مگر اس کی سزائیں ملنا باقی رہ جاتی ہیں۔ دوسرے وہ اچھا عمل ہے جس کے انجام دینے کی سختیاں تو ختم ہو جاتی ہیں مگر وہ (اس کا بے حد، بے حساب اجر و ثواب) باقی رہ جاتا ہے (سوچیئے کتنا فرق ہے)

مکمل کامیاب خوش نصیب وہ ہے

(۱) جس نے انکساری اختیار کی۔ (خود کو حقیر سمجھا، خدا کی عظمت اور اپنے گناہوں کی وجہ سے)

(۲) صرف حلال پاک روزی کمائی وہ بھی نیک نیّت کے ساتھ (یعنی کسی کا برا نہ چاہا اور صرف ضروریات پوری کرنے کے لیے خدا کے حکم کے مطابق روزی کمائی)

(۳) نیک عادتیں اور خصلتیں پیدا کیں۔

(۴) ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں خرچ کیا۔

(۵) بے کار بیہودہ باتوں سے زبان کو روکے رکھا۔ (یعنی جھوٹ غیبت اور تہمت وغیرہ سے)

(۶) کسی کو تکلیف یا نقصان نہ پہنچایا۔

(۷) رسولؐ خدا کی سنت پہ عمل کرنا اس کو ناگوار نہ ہوا۔

(۸) بدعتوں کی طرف راغب نہ ہوا۔

اسلام کی بہترین تعریف

میں اسلام کی بالکل صحیح تعریف کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی۔

(۱) اسلام خدا کے سامنے سر اطاعت جھکا دینا ہے۔

(۲) جبکہ یہ سر جھکانا (خدا کی عظمت اور جزا و سزا کے) یقین پر منحصر ہو۔

(۳) اور یقین کرنا ہی تصدیق کرنا ہے۔

(۴) اور خدا کی باتوں تصدیق کرنا خدا کی عظمت اور جزا و سزا کا اعتراف کرنا ہے۔

(۵) اور اعتراف کرنا یہ ہے کہ خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو عملاً ادا کیا جائے۔

(۶) اور خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض کا ادا کرنا ہی عمل (صالح) ہے۔

کنجوس دنیا میں فقیروں کی سی زندگی

گذارتا ہے اور آخرت میں دولتمندوں جیسا حساب دیتا ہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے متکبر انسان پر

جو کل نطفہ تھا اور ہونے والی کل مردار ہوگا۔ پھر مجھے تعجب ہوتا ہے جو خدا کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے مگر پھر بھی خدا کے وجود پر شک کرتا ہے۔

اور تعجب ہوتا ہے اس پر جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور موت کو بھلائے ہوئے ہے۔

اور جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور دوسری دفعہ پیدا ہونے کا انکاری ہے۔

عجیب بات

سب سے زیادہ تعجب ہے اس پر جو فنا ہو جانے والی دنیا کو تو آباد کرتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی دوسری زندگی کو بھولا ہوا ہے۔

رنجیدہ کون

جو نیک عمل کرنے میں کمی کرتا ہے وہ ہمیشہ رنج وغم ہی میں مبتلا رہے گا۔ اور جس کے مال جان میں اللہ کا کوئی حصہ نہیں، اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔(یعنی اللہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا)

اللہ کی بڑائی کا احساس

تمہاری نگاہوں میں ساری کائنات (ماسوا اللہ) کو حقیر اور معمولی بنا دے گا۔

(توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے)
(اقبال)

حضرت علیؓ ایک قبرستان سے گذرے تو فرمایا

تم تیز چلنے والے ہو اس لیے تم ہم سے آگے بڑھ گئے ہو۔ اب دنیا کی صورتِ حال تو یہ ہے کہ تمہارے گھروں میں دوسرے آباد ہو چکے ہیں۔ تمہاری بیویوں کو دوسروں نے نکاح میں لے لیا ہے۔ تمہارا مال وارثوں میں بٹ چکا ہے۔ یہ خبر تو ہمارے ہاں کی ہے اب تم کہو کہ تمہارے ہاں کی کیا خبر ہے؟

پھر حضرت علیؓ اپنے اصحاب کی طرف پلٹے اور فرمایا۔

"اگر انکو (مُردوں کو) بولنے کی اجازت دی جائے تو یہ صرف یہ بتائیں گے کہ انّ خیرالزاد التقویٰ، آخرت کا بہترین سامان تقویٰ کی زندگی ہے۔ (یعنی خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرنا اور خدا کے حرام قرار دیے ہوئے کاموں سے بچتے رہنا۔)

دوست اسی وقت دوست ہے

جب اپنے بھائی کی تین (۳) موقع پر حفاظت کرے۔

(۱) مصیبت کے موقع پر۔ (۲) اس کے پیٹھ پیچھے (۳) اس کے مرنے کے بعد۔

نماز، حج، روزہ زکوٰۃ کا فلسفہ

(۱) نماز ہر برائی سے بچنے والے کے لیے خدا کے قرب کا ذریعہ ہے۔

(۲) حج ہر کمزور کا جہاد ہے (۳) ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ بیماری ہے۔ (۴) عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

روزی طلب کرو

صدقے دے دے کر

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے

وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا

بچوں اور متعلقین کی کمی

بہت بڑی آسانی ہے، (نہ ان کے سنبھالنے کی فکر نہ ان پر خرچ کرنا)

لوگوں سے میل ملاپ اور محبت

پیدا کرنا آدھی عقل کے برابر ہے۔

مصیبت جس قدر آتی ہے

اُسی قدر خدا کی طرف سے صبر کرنے کی ہمت عطا کی جاتی ہے۔ جو شخص مصیبت کیوقت ران پر ہاتھ مارے اس کا صبر کا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

بہت سے روزہ دار

ایسے بھی ہیں کہ جن کو بھوک پیاس کے علاوہ کچھ ثواب نہیں ملتا۔اس طرح بہت سے رات کو جاگ کر عبادت کرنے والے بھی ایسے ہیں کہ تکلیف اٹھانے کے سوا ان کو کچھ نہیں ملتا۔عقلمندوں کا روزہ نہ رکھنا اور سونا بھی قابلِ تعریف ہوتا۔

(اس لیے کے بے عقل دکھاوے کے لیے روزے رکھتا ہیں اور دن میں غیبت، تہمت، جھوٹ بولنے جیسے بہت سے گناہ بھی کرتا ہے اور رات کو بلا سوچے سمجھے عبادت کرتا ہے۔آیاتِ الٰہی پر غور و فکر نہیں کرتا۔اس لیے اس کو کوئی ثواب نہیں ہوتا۔)

حفاظت کا طریقہ

صدقہ دے کر اپنے مال کی حفاظت کرو۔زکوۃ دے کر اپنا مال بربادی سے بچاؤ۔
اور دعائیں مانگ کر اپنے سے مصیبتوں کی لہروں کو بھگاؤ۔

تین قسم کے لوگ

ہوتے ہیں (۱) عالم ربانی (۲) طالب علم جو نجات کے راستوں پر چلتے ہیں (۳) عوام جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور ہر ہوا کے رُخ پر مڑ جاتے ہیں۔(بھیڑ بکریوں کی طرح)

علم کی فضیلت

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم کو مال کی

حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ مال کے اثرات وفوائد مال کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتے ہیں۔

علم کی وجہ سے انسان دوسروں سے اپنی اطاعت کرواتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس لیے یاد رکھو علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ اے کمیلؓ! مال جمع کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود (حقیقتاً) مردہ ہوتے ہیں (کیونکہ ان کا اللہ سے قلبی تعلق نہیں ہوتا جو حقیقی زندگی ہے)

جب کہ علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں (کیونکہ وہ اپنے علم کی وجہ سے خدا کی معرفت حاصل کر کے خدا سے محبت اور اطاعت کا قلبی تعلق جوڑ لیتے ہیں) پھر حضرت علیؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

دیکھو یہاں علم کا بے حد عظیم خزانہ جمع ہے۔ کاش اس کو اٹھانے والے (سمجھنے یاد رکھنے) مجھے مل جاتے۔ ہاں مگر زمین ایسے شخص سے کبھی خالی نہیں رہتی جو خدا کی حجت (دلیلوں) کو برقرار رکھتا ہے۔ چاہے وہ شخص ظاہر ہو یا چھپا ہوا ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشانیاں مٹنے نہ پائیں۔

اگرچہ ایسے لوگ گنتی میں بہت کم ہوتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک قدر و منزلت میں بہت زیادہ بلند ہوتے ہیں (کیونکہ) خدا ان کے ذریعے اپنی دلیلوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس علم کو اپنے جیسوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں بو دیتے ہیں۔ (یہ لوگ اولین معنی میں تو آئمہ اہلبیتؑ ہیں اور ان کے بعد وہ علماءِ حق ہیں جو آئمہ اہلبیتؑ کے علم و کردار کے حامل اور وارث ہیں)۔

علم نے ان کو حقیقت اور بصیرت سے پوری طرح واقف کر دیا۔ چھپے ہوئے راز ان پر ظاہر ہو گئے۔ وہ خدا پر یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے۔ آرام پسند لوگ جن کاموں کو مشکل سمجھتے ہیں وہ ان مشکل کاموں کو آسان سمجھتے ہیں۔ جن باتوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں، وہ ان باتوں سے دل لگا لیتے ہیں۔ وہ جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے ہیں مگر ان کی روحیں ملاءِ اعلیٰ (عرشِ الٰہی) سے وابستہ ہیں۔

یہی لوگ اللہ کی زمین پر اللہ کے نائب ہیں۔ خدا کے دین کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہائے میں ان کو دیکھنے کا بے حد شوق رکھتا ہوں۔

زبان کی اہمیت

انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

اپنی قدر و منزلت

جو شخص اپنی قیمت اور اہمیت کو نہیں سمجھتا وہ برباد ہو جاتا ہے۔

برباد ہو جانے والے منافق

تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو اچھے کام نہ کرنے کے باوجود اپنے اچھے انجام کی امید رکھتے ہیں اور جھوٹی امیدوں میں رہ کر توبہ کرنے میں دیر کرتے رہتے ہیں۔ وہ زاہدوں جیسی باتیں کرتے ہیں، مگر ان کے کام صرف دنیا کے حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر دنیا ان کو مل جاتی ہے تب بھی مطمئن اور سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔

جو کچھ مل جاتا ہے اس پر شکر نہیں کرتے اور جو بچ جاتا ہے (اس کو خدا کی راہ میں

دینے کے بجائے) اور بڑھانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

دوسروں کو جن برے کاموں سے روکتے ہیں، خود ان سے نہیں رکتے۔ دوسروں کو ایسے اچھے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں جن کو خود نہیں بجالاتے۔ نیکوں کو دوست تو رکھتے ہیں مگر ان جیسے کام نہیں کرتے۔ گناہگاروں سے نفرت کا اظہار تو کرتے ہیں جبکہ عملاً خود ان جیسے ہیں۔ اپنے بے حد گناہوں کی وجہ سے اپنی موت سے نفرت کرتے ہیں مگر جن گناہوں کی وجہ سے موت سے نفرت کرتے ہیں انہی پر قائم ہیں۔ جب بیمار ہوتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں مگر صحت مند ہوتے ہیں تو مطمئن ہو کر کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اترانے لگتے ہیں۔

مگر مصیبتیں پڑتے ہی مایوس ہو جاتے ہیں۔ جب مشکلوں میں پڑتے ہیں تو دعائیں مانگنے لگتے ہیں۔ جب دولتمند ہو جاتے ہیں تو خدا سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا نفس خیالی باتوں اور بہانوں سے ان پر قابو پالیتا ہے، مگر وہ یقینی ہونے والی باتوں پر اپنے نفس کو نہیں قابو کر پاتے۔ دوسروں کو ان کے گناہوں سے خطرہ بتاتے ہیں اور اپنے لیے اپنے بُرے اعمال پر خدا سے جزاء کی توقع رکھتے ہیں۔ یہ عمل کرتے ہیں تو سستی کے ساتھ اور جب مانگتے ہیں تو بے حد اصرار کے ساتھ۔ گناہ جلدی جلدی کرتے ہیں اور توبہ میں دیر کرتے ہیں۔

دنیا کی زندگی کا انجام موت ہے

ہر شخص کو پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

کسی قوم کے فعل پر رضا مند ہونے والا

بالکل ایسا ہے جیسے کہ اس کام میں شریک ہو۔ جبکہ بُرے کام میں عملاً شریک

ہونے والے کے لیے دو (۲) گناہ ہیں، ایک برے کام کے کرنے کا، دوسرے اس پر راضی ہونے کا۔

امام کی اطاعت

تم پر (خدا کے مقرر کئے ہوئے) امام کی اطاعت لازم ہے اور ان سے ناواقف رہنے کی بھی تم کو اجازت نہیں۔

(یہ آئمہ اہلبیتؑ ہی ہیں جو رسولِ خدا کے حقیقی وارث ہیں اور ان کو ماننا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کی اطاعت واجب ہے۔ اور ان سے دین کو سیکھے سمجھے بغیر دین پر صحیح عمل ممکن ہی نہیں۔ اسی لیے رسولؐ خدا نے فرمایا۔
"جو مر گیا اور اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا"۔ (الحدیث)
عالم اسلام کے عظیم عالم ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ جو حضرت علیؑ کی امامت سے جاہل ہے وہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جہنمی ہے۔ نہ اسے نماز فائدہ دے سکتی ہے نہ روزہ۔ البتہ ہم اسکو کافر نہیں کہتے بلکہ فاسق، خارجی اور بے دین کہتے ہیں)

بدنام جگہوں پر جانے کا انجام

جو شخص بدنام جگہوں پر خود کو لے جاتا ہے پھر اس کو ایسے آدمی کو برا نہیں کہنا چاہیے جو اس کو برا سمجھتا ہو۔

خودرائی کی ندامت

جو کسی سے مشورہ لیے بغیر صرف اپنی رائے کو بالکل درست سمجھ کر عمل کرتا ہے وہ

تباہ ہو جاتا ہے۔

جو دوسروں سے مشورے لیتا ہے وہ دوسروں کی عقلوں سے فائدہ اٹھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

خالق کی نافرمانی میں

کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

اپنے حق لینے میں دیر کرنا

اگر کوئی شخص اپنے حق لینے میں دیر کرے تو اس پر کوئی عیب نہیں۔ اصل عیب یہ ہے کہ دوسرے کا حق مارا جائے۔

خود کو پسند کرنا

اور اپنی ہر بات کو صحیح سمجھنا ترقی کرنے سے روک دیتا ہے۔

آخرت کی دوسری زندگی بہت قریب ہے

اور دنیا میں رہنے کی مدت بہت کم ہے۔

ترکِ گناہ

آسان ہے بعد میں توبہ کرنے سے، اور خدا سے مدد مانگنے سے۔

جسے لوگ نہیں جانتے

اس کے دشمن ہوتے ہیں۔

جو شخص مختلف رائیوں کو سنتا ہے

وہ غلطی کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

لالچ

لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

ظلم

ظلم میں پہل کرنے والا، شرمندگی سے اپنے ہاتھ کاٹتا ہوگا۔

چل چلاؤ (موت)

بہت قریب ہے (یعنی موت کا وقت آنے ہی والا ہے)۔

جسے صبر سکون نہیں دیتا

اس کو بے صبری ہلاک کر دیتی ہے۔

اے آدم کی اولاد

تو نے جو اپنی غذا (ضروریاتِ زندگی) سے زیادہ کمایا اس میں (سے کچھ دوسروں کا مال ہے اور) تو ان کا خزانچی ہے (قرآن میں ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ (اللہ کی راہ میں)؟ کہو کہ جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ (القرآن) یہ ایک بہت اعلیٰ طریقہ ہے۔ لیکن اس پر ہر شخص عمل نہیں کر سکتا۔ اس لیے کم سے کم زکوٰۃ جو بچت کا ڈھائی فیصد ہوتا ہے، اور خمس جو بچت کا بیس فیصد ہوتا ہے، خدا کی راہ میں خرچ کرنا واجب ہے)۔

انسان کیا کام کرے؟

انسان کا دل (دماغ) کبھی آگے بڑھ کر کام کرنا چاہتا ہے۔ اور کبھی پیچھے رہ کر آرام کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے دل و دماغ سے اس وقت کام لو جب وہ کام کی طرف بڑھنا چاہتا ہو۔ کیونکہ دل کو مجبور کر کے کام لینے سے کچھ بھائی نہیں دیتا۔

تمہارا وہ مال

جو تمہارے لیے نصیحت کا سامان بن جائے وہ ضائع نہیں ہوتا۔

جب خارجیوں نے نعرہ بلند کیا کہ

لاحکم الا اللہ (کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، سوا اللہ کے) حضرت علیؓ نے فرمایا "جملہ صحیح ہے مگر جو مراد لیا جا رہا ہے وہ غلط ہے۔"

(یعنی اصل فیصلہ کرنے والا خدا ہے، مگر ہم اپنے جھگڑوں میں کسی کو قاضی بنا سکتے ہیں۔ یہ اللہ کا ہی حکم ہے)

موت کیسے آتی ہے

ہر انسان کے ساتھ ساتھ دو فرشتے حفاظت کرنے پر معین ہیں۔ مگر جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اس لیے انسان کی مقررہ عمر بھی اس کے لیے مضبوط سپر ہے۔

ناشکری

کسی شخص کی ناشکری کرنا، تم کو بھلائی کرنے سے بددل نہ بنا دے۔ کیونکہ خدا

نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(بہت سے بڑا کام وہ ہے) جس کی دنیا والے قدر نہ کریں کیونکہ خدا اس کی پوری پوری قدر کرتا ہے اور بھرپور جزا دیتا ہے۔)

جو برداشت کرتا ہے

اس کو پہلا اجر یہ ملتا ہے کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف ہو کر اس کے طرفدار بن جاتے ہیں۔

فائدہ مند باتیں

جو شخص اپنے نفس کا حساب کرتا ہے (محاسبہ کرتا ہے) وہ فائدہ میں رہتا ہے (کیونکہ وہ برے کام سے بچنے لگتا ہے)۔

اور جو خدا کے عذابوں سے ڈرتا ہے وہ خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور جو واقعات سے سبق سیکھتا ہے وہ عقلمند ہوتا جاتا ہے۔ اور اس طرح اس کو حقیقی علم حاصل ہو جاتا ہے۔

سخاوت عزت کو بچاتی ہے........ معاف کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے مشورے لینا سیدھا صحیح راستہ پالینا ہے۔ جو صرف اپنی رائے پر چلتا ہے وہ خود کو خطروں میں ڈالتا ہے..... بہترین دولت لمبی لمبی آرزوؤں کو چھوڑ دینا ہے۔ دوستی اور محبت کوشش سے حاصل ہونے والی قرابت یا رشتہ داری ہے۔ جو تم سے ناراض ہو اس پر بھروسہ نہ کرو۔

تکلیفوں مشکلوں کی زیادہ پروانہ کرو

ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکو گے۔ (یعنی پریشانیوں کی طرف سے بے فکری اختیار کرو۔ ان کو خدا پر چھوڑ دو اور خدا پر بھروسہ کرو۔ (ہر وقت ان کی فکر نہ کرو)

مردوں کے جوہر

حالات کے پلٹنے پر کھلتے ہیں۔
(یعنی برے حالات میں بہادری کی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔)

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
(اقبال)

دوست کا حسد کرنا

اس کی دوستی کی کمزوری اور خرابی ہے۔

لوگوں پر ظلم کرنا

اور ان کا حق مارنا آخرت کا سب سے بُرا سامان ہے۔
(کیونکہ لوگوں پر ظلم کرنے کا گناہ معاف ہونا بے حد مشکل ہے)

بڑے انسان کا بہترین عمل؟

بہترین عمل؟ ہے کہ وہ لوگوں کے ان عیبوں سے چشم پوشی کرے جن کو وہ جانتا ہے۔

جس نے حیا کا لباس پہن لیا

اس کے عیب لوگوں کے سامنے نہیں کھلتے۔ (کیونکہ وہ حیا کی وجہ سے کوئی برا کام کھل کر نہیں کرتا)

رعب داب اور قدر و منزلت

زیادہ خاموش رہنا رعب کا پیدا کرتا ہے۔ انصاف کرنے سے دوست بڑھ جاتے ہیں۔

لوگوں پر مہربانیاں کرنے سے عزت بڑھ جاتی ہے۔

جھک کر ملنے سے خدا کی نعمت مکمل ہو جاتی ہے۔

دوسروں کا بوجھ اور تکلیف دور کرنے سے سرداری حاصل ہوتی ہے۔ اچھے سلوک کرنے سے دشمن مغلوب ہو جاتے ہیں۔

سر پھرے دشمن کے مقابلے پر برداشت سے کام لینے سے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

مال جمع کرنیوالا

ذلت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔

ایمان کی حقیقت

ایمان دل سے (خدا اور رسولؐ) کو پہچاننا، زبان سے ان کا اقرار کرنا اور جسم کے عضاء سے خدا رسولؐ کے احکامات پر عمل کرنے کا نام ہے۔

برائیاں

جو دنیا کی کمی کی وجہ سے غمگین ہے وہ اصل میں خدا کے قضا و قدر کے فیصلوں پر ناراض ہے۔ جو مصیبتوں پر شکایتیں کرتا پھرتا ہے، وہ اصل میں خدا سے شاکی ہے۔ جو

کسی دولتمند کے سامنے اس کی دولت کی وجہ سے جھکتا ہے اس کا دوتہائی ایمان جاتا رہتا ہے۔ وہ قرآن پڑھ کر بھی دوزخ میں داخل ہوگا۔ کیونکہ وہ ایسا ہے گویا وہ خدا کی آیتوں کا مذاق اڑاتا ہے۔

جو دنیا کی محبت میں ڈوب جاتا ہے اس کے دل میں تین چیزیں گڑ جاتی ہیں

(۱) ایسا غم جو کبھی ختم نہ ہو (۲) ایسی حرص جو کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑے۔

(۳) ایسی امید جو کبھی پوری نہ ہو۔

فائدہ مند باتیں

جو شخص اپنے نفس کا حساب کرتا ہے (محاسبہ کرتا ہے) وہ فائدہ میں رہتا ہے (کیونکہ وہ برے کام سے بچنے لگتا ہے)۔

بہترین اچھائیاں

قناعت سے بڑھ کر کوئی حکمت (عقلمندی) نہیں۔ اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں۔ پاک رہنا ہی قناعت کی زندگی ہے۔

عدل و احسان

خدا نے تمہیں عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدل کے معنی انصاف کرنا ہے (یعنی جس کا جو حق ہے اس کو پورا دیا جائے) اور احسان کے معنی دوسروں پر لطف و کرم کرنا ہے) یعنی دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینا ہے جیسے اگر کسی مزدور کا حق سو روپیہ بنتا ہے تو اس کو سو روپیہ دینا عدل ہے اور پچاس روپے دینا ظلم ہے اور ایک سو پچاس دینا احسان ہے)۔

امام حسنؑ کو نصیحت

بیٹا کسی کو اپنا مقابلہ کرنے کے لیے نہ للکارو۔

ہاں دوسرا جب مقابلہ کرنے کے لیے للکارے تو ضرور جواب دو۔ کیونکہ جو جنگ کو شروع کرتا ہے وہ زیادتی کرتا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہو جاتا ہے۔

عبادت کی قسمیں اور سب سے افضل عبادت

(۱) کچھ لوگوں نے اللہ کی عبادت (اطاعت) اللہ سے ثواب و اجر لینے کے لیے کی۔ یہ تاجروں والی عبادت ہے (۲) کچھ لوگوں نے خدا کی سزاؤں اور ناراض ہونے کے خوف سے عبادت کی، یہ غلاموں (نوکروں) والی عبادت ہے۔

(۳) مگر ایک گروہ نے صرف خدا کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے لیے اس کی عبادت و اطاعت کی، یہ آزاد بندوں کی عبادت ہے۔

سستی اور چغل خور کی باتیں سننے کا انجام

جو شخص سستی سے کام لیتا ہے وہ اپنے حقوق ضائع کرتا ہے اور جو شخص چغل خوروں کی باتوں پر بھروسہ کرتا ہے وہ اپنے دوست کھو دیتا ہے۔

مظلوم کے ظالم پر قابو پانے کا دن

اس دن سے کہیں زیادہ سخت ہوگا جس میں ظالم مظلوم پر اپنی طاقت دکھاتا ہے۔

اللہ سے کچھ تو ڈرو

چاہے وہ کم ہی ہو۔ اللہ اور اپنے درمیان کچھ تو پردہ (لحاظ) رکھو، چاہے وہ باریک ہی کیوں نہ ہو۔

نعمتوں کے بڑھانے کا طریقہ

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی ہر نعمت میں خدا کا حق ہوتا ہے (یعنی خدا کی نعمت کو خدا کے خوش کرنے کے لیے دوسروں کو دینا) جو اس حق کو ادا کرتا ہے، خدا اس کی نعمتوں کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اور جو اس کام کو نہیں کرتا اس کی موجودہ حاصل نعمتیں بھی خطرہ میں پڑ جاتی ہیں۔ (خدا ان کو بھی چھین لیتا ہے۔)

جو تم سے اچھے گمان رکھے

اس کے اچھے خیالات کو سچا ثابت کرو۔

بہترین عمل

وہ ہے جس کے کرنے کے لیے تمہیں اپنے آپ کو مجبور کرنا پڑے (یعنی جو نیک عمل جس قدر مشکل ہوتا ہے اسی قدر اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے)۔

میں نے خدا کو پہچانا

اپنے ارادوں کے ٹوٹنے، نیتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہو جانے سے۔

(جب ہمارے ارادے، نیتیں، ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں اور ہمارا مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی ذات بے حد طاقتور ہے جس کی حکومت ہر چیز پر ہے۔ جس کی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا۔)

دنیا میں جو چیز کڑوی

لگتی ہے وہ آخرت میں میٹھی ہو جاتی ہے۔ اور جو چیزیں دنیا میں لطف دیتی ہیں وہ آخرت میں (اکثر) کڑوی ہوتی ہیں۔

(جیسے خدا کی اطاعت کرنا دنیا میں کڑوی لگتی ہے اور گناہ کرنا لطف دیتا ہے مگر آخرت میں خدا کی اطاعت ثواب بن جاتی ہے اور گناہ عذاب بن جاتا ہے)

احکاماتِ الٰہی کا فلسفہ

خدا نے اپنی ذاتِ واحد پر ہمارے ایمان لانے کو اس لیے واجب کیا تاکہ ہم شرک سے پاک ہو جائیں۔ نماز کو اس لیے واجب کیا کہ ہم تکبر سے پاک ہو جائیں۔ زکوٰۃ کو رزق کے بڑھانے کے لیے واجب کیا۔ روزوں کو لوگوں کے خلوصِ دل کو جانچنے کے لیے واجب کیا۔ حج کو دین کو مضبوط کرنے کے لیے، اور جہاد کو اسلام کی ترقی اور عزت بڑھانے کے لیے واجب کیا۔ اچھے کاموں کی طرف بلانے کو لوگوں کی اصلاح کرنے کے لیے واجب کیا۔ برے کاموں سے روکنے کو سرپھروں کی روک تھام کے لیے واجب کیا۔ رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کو اس لیے واجب کیا تاکہ مددگاروں کی تعداد بڑھ جائے۔ خون کا بدلہ خون اس لیے واجب کیا تاکہ ناحق خون نہ بہے۔ حدود یعنی سزاؤں کو اس لیے واجب کیا تاکہ حرام کاموں کی برائی کی اہمیت قائم رہے۔ شراب کو اس لیے حرام کیا تاکہ عقل کی حفاظت ہو سکے۔ چوری کو اس لیے حرام کیا کہ انسان پاک باز (حلال کھانے) پر اکتفا کرے۔ زناکاری اور اغلام کو نسب اور نسل کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کے لیے حرام کیا۔ سچی گواہی دینے سے انکار کرنے کو اس لیے حرام کیا تاکہ حق دار کو حق ملنے کا ثبوت مل سکے۔ جھوٹ کو اس لیے حرام کیا تاکہ سچ بولنے کا شرف واضح ہو جائے۔ اور ملکوں میں امن وامان کو قائم رکھنے، خطروں سے بچنے اور بچانے، لوگوں کے مال (بیت المال) کی امانتوں کی حفاظت اور امت کے نظام کو درست چلانے کے لیے امام کی اطاعت کو واجب کیا، تاکہ امام کی عظمت ظاہر ہو جائے۔

ظالم سے قسم لینے کا طریقہ

جب کسی ظالم سے قسم لو تو اس سے اس طرح قرآن اٹھواؤ کہ وہ یہ کہے کہ میں اللہ کی قوت اور طاقت سے الگ ہو کر خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ (میں نے یہ کام کیا ہے یا نہیں کیا ہے) جب وہ ان الفاظ کے ساتھ جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد سزا پائے گا۔
مگر وہ جب یہ کہہ کر قسم کھائے گا کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے" تو اس کی پکڑ جلدی نہ ہوگی کیونکہ اس نے خدا کو یکتائی کے ساتھ یاد کیا۔

اپنے مال کے ولی خود بنو

جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے مال سے مرنے کے بعد خیرات کی جائے تو اس کام کو خود اپنے آپ اپنی زندگی ہی میں خود انجام دے لو۔

غصہ

ایک قسم کی دیوانگی ہے۔ اسی لیے غصے کے بعد ہر شخص شرمندہ ہوتا ہے۔ اور اگر شرمندہ نہیں ہوتا، تو غصہ کی یہ دیوانگی اور مضبوط اور پختہ ہو جاتی ہے۔

(اب اس بھی زیادہ اور جنوں کی انتہا کیا ہے؟
کہ دیوانے بھی اب کہنے لگے ہیں مجھ کو دیوانہ)

حسد کی کمی

جسم کی تندرستی کا سبب بنتی ہے۔

اصل خوشی

خدا کی قسم جس نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا، اللہ اس کے لیے ایک خاص الخاص

خوشی اور لذت کو پیدا کرے گا اور جو اس سے ہر مصیبت کو دور کر دے گی، جس طرح اجنبی اونٹوں کو ہنکا ہنکا کر دور کر دیا جاتا ہے۔

جب فقیر ہو جاؤ

تو صدقہ دے کر اللہ سے کاروبار کرو۔

احمق لوگ

کتنے احمق ہیں جن کو رفتہ رفتہ نعمتیں دے دے کر عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی کی وجہ سے دھوکے میں ہیں اور لوگوں کی تعریفیں سن کر فریب کھا گئے۔ غرض خدا کا مہلت دے کر امتحان لینے سے زیادہ کوئی امتحان سخت نہیں۔

(کیونکہ اس امتحان میں انسان دھوکہ کھا کر خود کو خدا کا پیارا سمجھ لیتا ہے اور پھر ظلم کرتا چلا جاتا ہے)

یتیموں پر رحم

تم دوسروں کے یتیموں اور وارثوں پر رحم کرو تا کہ تمہارے بعد تمہارے یتیموں اور وارثوں پر رحم کیا جائے۔

محبت کی حد

اپنے دوستوں سے بس ایک حد تک محبت کرو۔ کیونکہ شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائیں۔ اور دشمن سے دشمنی بھی بس ایک حد تک رکھو۔ ہو سکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

وہ تھوڑا عمل جو پابندی سے ادا کیا جائے

زیادہ فائدہ مند ہے، اس زیادہ اچھے عمل سے جس کے کرنے سے دل اکتا جائے۔

جب سنت نفلی اعمال

فرائض کے ادا کرنے میں رکاوٹ بننے لگیں تو ان کو چھوڑ دو۔

جو سفر کی دوری کو یاد رکھتا ہے

وہ آخرت کے لیے کمر باندھ کر تیاری کرتا ہے (یعنی نیک اعمال بجالاتا ہے۔)

آنکھوں کا دیکھنا

حقیقتوں کا دیکھنا نہیں ہوتا۔ کیونکہ آنکھیں کبھی کبھی دھوکہ دے کر غلط بیانی بھی کرتی ہیں۔ مگر عقل اس شخص کو کبھی دھوکہ نہیں دیتی جو عقل کے ذریعے نصیحتیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں)
(اقبال)

قضاوقدر

خدا کے قضا و قدر کے فیصلوں پر غور وفکر کرنا اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرنا ایک اندھیرا راستہ ہے، اس میں قدم نہ رکھو۔ یہ ایک گہرا سمندر ہے اس لیے اس میں نہ اترو

ان کو جاننے سمجھنے پر نہ اتر جاؤ۔

(کیونکہ اللہ کے فیصلے لا محدود علم کی بنا پر ہوتے ہیں۔ ہمارا محدود علم ان کو نہیں سمجھ سکتا۔)

اللہ جس کو ذلیل کرتا ہے

اس کو عقل و دانش، علم و حکمت سے محروم کر دیتا ہے۔

خدا کی معصیت سے بچو

اگر خدا نے اپنی نافرمانی پر سزا دینے سے نہ ڈرایا ہوتا، تب بھی شکر نعمت کا تقاضہ یہ تھا کہ خدا کی مرضی کے خلاف کام نہ کیا جائے۔

بیٹے کے مرنے پر تعزیت

اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے کے مرنے پر غم کرو تو ایسا کرنا فطری طور پر درست ہے۔ لیکن اگر صبر کرو تو اللہ کے پاس ہر مصیبت کا عظیم اجر ہے۔

اگر تم نے صبر کیا تو خدا کی تقدیر (حکم) اس حال میں نافذ ہو گا کہ تم بے حد اجر و ثواب کے حقدار بن جاؤ گے۔ لیکن اگر تم چیخے چلائے تب بھی خدا کا حکم (قضا) ضرور جاری ہو کر رہے گا، مگر اس حال میں تم پر گناہ کا بوجھ ہو گا۔

دوستوں اور دشمنوں کی قسمیں

تمہارے تین قسم کے دوست ہیں (۱) تمہارا دوست (۲) تمہارے دوست کا دوست (۳) تمہارے دشمن کا دشمن۔

نیز تمہارے تین دشمن ہیں (۱) تمہارا اپنا دشمن (۲) تمہارے دوست کا دشمن (۳) تمہارے دشمن کا دوست۔

نصیحتیں کتنی زیادہ ہیں

مگران سے اثر لینے والے کتنے کم ہیں۔

جو لڑائی میں حد سے بڑھ جاتا ہے

وہ گناہ گار ہوتا ہے۔ مگر جو اس میں کمی سے کام لیتا ہے، اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ جو ہر وقت لڑتا جھگڑتا ہی رہتا ہے اس کے لیے مشکل ہے کہ وہ خوفِ خدا کو قائم رکھ سکے۔

(کیونکہ جھگڑے کرنا والا اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر غیبت، تہمت چغلخوری، ظلم، جھوٹ یہاں تک کہ قتل جیسے گناہ کر بیٹھتا ہے)

وہ گناہ مجھے غمگین نہیں کرتا

جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نمازِ (حاجت) پڑھوں اور اللہ سے معافی اور عافیت کا سوال کروں۔

خدا کا حساب لینا اور اس کا وقت

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ خدا اس قدر کثیر مخلوق کا حساب کیسے لے گا؟ فرمایا جس طرح ایک ہی وقت میں روزی دے دیتا ہے۔ پوچھا گیا کہ جب مخلوق خدا کو دیکھ ہی نہیں سکتی تو خدا کس طرح ان کا حساب لے گا؟ فرمایا جس طرح خدا ان کو روزی پہنچا دیتا ہے جبکہ وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتے۔

دنیا کی محبت

لوگ اس دنیا کی اولاد ہیں اس لیے کسی شخص کو اپنے ماں سے محبت کرنے پر برا بھلا نہیں کہا جا سکتا۔

(اس لیے دنیا سے محبت کرنا فطری ہے۔ لیکن یہ محبت اتنی زیادہ نہ ہو جائے کہ انسان خدا اور آخرت کو ہی بھول جائے۔ اور نتیجتاً انسان حلال و حرام کا فرق کرنا چھوڑ دے اور بس صرف دنیا پر مرمٹے۔)

سوال کرتے ہوئے آنے والا

غریب و مسکین خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ جس نے اس سے ہاتھ روکا گویا کہ اس نے خدا سے ہاتھ روکا۔ جس نے اس کو کچھ دیا، اس نے حقیقتاً خدا کو دیا۔

اہل ایمان کے گمان

سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ خدا نے حق کو ان کی زبانوں پر جاری کر دیا ہے۔

سچا ایمان

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا اور حقیقی نہیں ہوتا جب تک اس کے ہاتھ میں موجود اپنے مال سے زیادہ ان نعمتوں پر اطمینان اور بھروسہ نہ ہو، جو خداوند عالم کے ہاتھ میں ہیں۔

دل کبھی اچاٹ کبھی مائل ہو جاتے ہیں

اس لیے جب دل خدا کی عبادت کی طرف مائل ہو اس وقت سنتی اور نفلی اعمال بجا لاؤ۔ مگر دل جب اچاٹ ہوں تو صرف واجبات پر ہی اکتفا کرو۔

(اس لئے کہ جب دل نہ چاہتا ہو اور نفلی عبادتیں کی جائیں گی تو ممکن ہے کہ پھر دل اچاٹ ہو کر واجبات کے ادا کرنے کی طرف بھی مائل نہ ہو۔ نیز یہ کہ جب دل نہ چاہے گا تو انسان بے دلی اور بے توجہی سے عبادت کرے گا، جو بے کار عمل ہے۔

(شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
ایسی نماز بھی حجاب، ایسا قیام بھی حجاب)
(اقبال)

حضرت علیؑ کا مقام

میں اہل ایمان کا یعسوب (سردار، امام، نمونۂ عمل، واجب الاطاعت) ہوں جبکہ بُرے لوگوں کا یعسوب مال ہے۔

(عظیم مغربی مفکر ہٹی نے لکھا کہ بنی امیہ نے مال کے زور پر امام حسینؑ کو شہید کیا تاریخ گواہ ہے کہ امیر معاویہ نے لوگوں کو رشوت کا مال دے دے کر ان کو ناحق قتل کر کے حضرت علیؑ سے توڑا اور اپنا طرفدار بنا کر حکومت پر قبضہ فرمایا)

فقر و فاقہ سے پناہ مانگو

بیٹا حسنؑ! میں تمہارے لیے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں۔ اس لیے فقر و فاقہ سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگو، کیونکہ مال کا نہ ہونا دین میں نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا سبب بنتا ہے۔

سمجھنے کے لیے پوچھو

الجھنے الجھانے کے لیے نہ پوچھو۔ کیونکہ وہ جاہل جو علم سیکھنا چاہتا ہے وہ عالم کی طرح ہے۔ مگر جو عالم الجھنا چاہتا ہے وہ مثل جاہل کے ہے۔

اکیلے میں خدا کی نافرمانیوں سے ڈرو

کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم بھی ہے۔

وہ عمر جس میں خدا عذر قبول نہیں کرتا

ساٹھ سال (۶۰ سال) کی عمر ہے۔

(ساٹھ سال میں انسان کی عقل کامل اور جذبات ٹھنڈے پڑ چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس عمر میں گناہ کرنے والا یقیناً خدا کا باغی ہوتا ہے۔ وہ سمجھ بوجھ کر گناہ کرتا ہے۔ صرف جذبات کی رو میں بہ کر گناہ نہیں کرتا۔ اس لئے خدا اس کا عذر قبول نہیں فرماتا۔)

جس پر گناہ قابو پائے

وہ کامیاب نہیں۔ اور جس پر بُری خواہشات غلبہ پالیں، وہ حقیقتاً مغلوب ہے۔ (شکست خوردہ ہے)

خدا نے دولتمندوں کے مال میں

غریبوں کا حق (زکوٰۃ و خمس) مقرر کیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو صرف اس لیے کہ دولتمند نے ساری کی ساری دولت سمیٹ رکھی ہے۔

عذر اور معافی

سے بہتر ہے کہ عذر و معذرت کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ (یعنی غلط کام کیا ہی نہ جائے)

اللہ کا کم سے کم حق

یہ ہے کہ کم سے کم اس کی دی ہوئی نعمتوں سے اس کی نافرمانی میں مدد نہ لو۔

مومن کی علامتیں

مومن کا چہرہ ہشاش بشاش، خوش و خرم رہتا ہے۔ مگر اس کا دل (اپنے گناہوں اور دوسروں کی تکلیفوں پر) غمگین رہتا ہے۔ اس کی ہمت بلند ہوتی ہے مگر دل میں خود کو ذلیل سمجھتا ہے (اپنے گناہوں اور خدا کی عظمت کی وجہ سے)

وہ شہرت، سرداری، ظاہری عزت سے نفرت کرتا ہے۔

بہت خاموش، ہر وقت مصروف، خدا کا شاکر، صابر، فکر میں غرق اور سوال کرنے میں بخیل، اچھے اخلاق والا اور نرم طبیعت ہوتا ہے۔ غلاموں سے زیادہ منکسر مزاج ہوتا ہے۔

عزت جسے دیتا ہے خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثناء آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہو صدا دیتا ہے
(انیسؒ)

عقل کی بات

اگر کوئی شخص زندگی کی مدت اور اس کے انجام (مدت) کو دیکھے سوچے، تو لمبی لمبی امیدوں کے دھوکوں سے نفرت کرنے لگے گا۔

جس سے وقت یا مال

وہ اس وقت تک آزاد ہے جب تک وہ وعدہ نہ کرے۔

صرف سنا (پڑھا) ہوا علم فائدہ نہیں دیتا

جب تک کہ وہ دل و دماغ میں اتر کر نہ جم جائے۔

فقیری کی زینت

پاکدامنی ہے اور دولتمندی کی زینت شکر ہے۔

ظالم کے لیے انصاف کا دن

اس سے بہت سخت ہوتا جتنا مظلوم پر ظلم سہنے کا دن۔

تمہاری عزت و آبرو قائم ہے

جب تک کسی سے سوال نہ کرو گے۔ اس لئے سوال کرنے سے پہلے دیکھ لو تم اس کے سامنے اپنی عزت داؤ پر لگا رہے ہو۔

سب سے بھاری گناہ

وہ گناہ ہے جس کو کرنے والا اس کو ہلکا سمجھے۔

جب سختی انتہا کو پہنچ جاتی ہے

تو خدا کی طرف سے آسانی آجاتی ہے، جب تکلیفوں کی کڑیاں سخت ہو جاتی ہیں تو راحت و آرام آتے ہیں۔ (قرآن میں خدا فرماتا ہے ان مـــع الـــعـــســـرا۔ سختی کے ساتھ ساتھ آسانی ہوتی ہے (القرآن)

اپنی اولادوں کی زیادہ فکر نہ کرو

اس لیے کہ وہ اگر خدا کے دوست ہیں، تو خدا اپنے دوستوں کو برباد نہیں کرے گا۔ اور اگر خدا کے دشمن ہیں تو تم خدا کے دشمنوں کی کیوں فکر کرتے ہو؟

نوٹ (اس لیے ضروری ہے کہ اولاد کو خدا کی معرفت اور محبت سکھاؤ تا کہ وہ خدا کی اطاعت کر کے خدا کے دوست بن جائیں۔ پھر خدا خود ان کی حفاظت فرمائے گا۔)

سب سے بڑا عیب

یہ ہے کہ اس عیب دار آدمی کو برا بھلا کہو جس کے مانند عیب خود تمہارے اندر موجود ہے۔

موت پر تعزیت:

اس موت کی ابتدا تم سے نہیں ہوئی اور نہ یہ تم پر آ کر ختم ہو جائے گی۔ موت تمہاری وہ ساتھی ہے جو ہمیشہ سفر کرتی رہتی ہے۔ اگر وہ تمہارے پاس آ گئی تو خوب، ورنہ تم خود اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔

جب نعمتیں مل رہی ہوں

تو لازمی ہے کہ تم خدا کی ناراضگی اور عذاب سے ڈرتے رہو۔ اس طرح ڈرو جس طرح عذاب آنے پر ڈرتے ہو، اگر نعمتوں کے غلط استعمال کو عذاب آنے کا سبب نہ مانو، تو کم سے کم خدا کے عذاب سے خود کو بالکل بے خوف اور مطمئن بھی نہ رہو۔ رہا وہ جسے نعمتیں کم ملیں تو اگر وہ اس کو اپنا امتحان نہیں سمجھے گا تو اس کمی پر ملنے والے ثواب کو ضائع کر دے گا۔

(تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب خدا کی نعمتیں ملیں تو اس وقت خدا سے غافل ہونے اور ناشکری کرنے اور حرام کام کرنے سے ڈرو کیونکہ نعمتوں کے ملنے کا مطلب بھی خدا کا امتحان لینا ہوتا ہے۔

اور جب مال اولاد کی کمی ہو تو اس کو خدا کا امتحان سمجھ کر مقابلہ کرو تا کہ ثواب دینا اور ثواب آخرت پا سکو۔)

خدا سے کوئی حاجت مانگنے کا طریقہ

یہ ہے کہ پہلے رسولؐ خدا اور ان کی اولاد پر درود پڑھو (یعنی خدا سے یہ دعا کرو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے خاص الخاص اعلیٰ ترین رحمتیں نازل فرمائے) پھر اپنی حاجت مانگو۔ اس لیے کہ خدا اس سے بلند ہے کہ اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں اور وہ ایک کو پورا کرے اور دوسری کو پورا نہ کرے (کیونکہ درود خدا ضرور قبول فرماتا ہے۔ مطابق قرآن)۔

اگر تمہیں اپنی عزت عزیز ہے

تو لڑائی جھگڑوں سے بالکل الگ رہو۔

کامیابی کا امکان پیدا ہونے پر

دیر کرنا اور کامیابی کے موقعہ آنے سے پہلے جلدی کرنا دونوں حماقت ہیں۔

فکر ایک روشن آئینہ ہے

حالات و واقعات سے سبق لینا سمجھانے اور ڈرانے والی چیز ہے۔ اپنے نفس کی

اصلاح کے لیے یہی طریقہ بہت کافی اور اچھا ہے کہ دوسروں کی جن باتوں کو تم اپنے لیے برا سمجھتے ہو تم خود ان سے بچو، (یعنی جن باتوں کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہوئے ان باتوں کو دوسروں کے لیے انجام نہ دو۔)

خداوندِ عالم کا مقصد

خداوند عالم نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی نافرمانی پر سزا صرف اس لیے رکھی ہے تاکہ اپنے بندوں کو اپنی سزاؤں سے دور رکھے اور جنت کی طرف گھیر گھیر کر لے جائے (خدا کا اصل مقصد سزا دینا نہیں بلکہ ہمیں اپنی سزاؤں سے ڈرا کر اپنی اطاعت کی طرف راغب کرنا ہے۔ تاکہ ہم جنت کے مستحق ہو جائیں۔ جس طرح استاد کا مقصد طالب علم کو سزا دینا کبھی نہیں ہوتا۔ سزا صرف اس لیے دی جاتی ہے کہ وہ خوب پڑھے اور اچھے نمبروں سے کامیاب ہو) اس لیے اے لوگو! اللہ کی ناراضگی اور سزاؤں سے ڈرو۔ کیونکہ کوئی شخص بے مقصد نہیں پیدا کیا گیا ہے۔

ہر شخص خدا کی عبادت کے لیئے پیدا کیا گیا ہے (قرآن)

وہ شخص دھوکے میں ہے جس نے صرف دنیا کمانے کی خاطر آخرت کو بھلا دیا۔

ایسا شخص ہرگز اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے دنیا کے ساتھ ساتھ تھوڑا بہت آخرت کی نعمتوں میں سے بھی حصہ حاصل کرلیا۔

تشریح (یعنی دنیا کی نعمتوں سے خدا کو خوش کرنے کے لیے اچھے اچھے کام بھی کیے)

بہترین اور اعلیٰ ترین چیزیں

(۱) کوئی شرف اور عزت اسلام (خدا کی اطاعت) سے بہتر نہیں۔

(۲) کوئی بزرگی تقویٰ (یعنی خدا کی ناراضگی سے بچنے سے) زیادہ باوقار نہیں۔

(۳) کوئی پناہ گاہ گناہوں کو بالکل چھوڑ دینے سے زیادہ مضبوط نہیں۔

(۴) کوئی سفارش کرنے والا توبہ (یعنی گناہوں کو چھوڑ کر خدا کی اطاعت کی طرف پلٹ آنے) سے زیادہ کامیاب نہیں۔

(۵) کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ نہیں (لوگوں سے بے نیاز اور بے پردہ کرنے والا نہیں)

(۶) کوئی مال جو ضرورتوں کو پورا کر دے، فقر و احتیاج کو دور کرنے والا نہیں۔

(۷) جو شخص بقدر ضرورت مال پر اکتفا کر کے راضی خوش ہو جاتا ہے وہ آرام پا لیتا ہے۔

(۸) ضرورت سے زیادہ خواہشات رنج تکلیف اور مشقت کی چابیاں ہیں۔

(۹) حرص، حسد، تکبر، گناہوں میں کود پڑنے کے بڑے بڑے محرکات ہیں۔

(۱۰) سب سے بڑا عیب بدکرداری ہے۔

چار قسم کے لوگوں کی وجہ سے دنیا اور دین قائم ہیں

(۱) عالم جو اپنے علم سے کام لے (یعنی اپنے علم کے مطابق عمل کرے اور دوسروں کو علم سکھائے)

(۲) جاہل جو علم حاصل کرنے کو عیب نہ سمجھے۔

(۳) سخی جو لوگوں کو دینے میں کنجوسی نہ کرے۔

(۴) فقیر جو دنیا کو آخرت کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔

جب دولت مند بخل کرے گا تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

جس کو خدا زیادہ نعمتیں دے گا

محتاجوں کو اس کے دامن سے وابستہ کر دے گا۔ اب جو دولتمند اپنی نعمتوں پر مقرر کیئے ہوئے خدا کے حقوق کو صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے ادا کرے گا (یعنی خیرات کرے گا) وہ ان نعمتوں کو ہمیشہ اپنے پاس رہنے کا انتظام کرے گا۔ اور جو ان اپنی ضرورت سے زیادہ زیادہ نعمتوں کا حق نہیں ادا کرے گا (یعنی خمس زکوٰۃ خیرات نہیں دے گا) وہ اپنی نعمتوں کو خود فنا کر دے گا۔

خدا کے عذابوں سے بچنے کا طریقہ اور تین قسم کے لوگ

(۱) جو شخص یہ دیکھے کہ لوگوں پر ظلم و زیادتی ہو رہی ہے اور لوگوں کو برائی کی طرف بلایا جا رہا ہے اور دیکھنے والا (نہ روک سکے) مگر اپنے دل سے ان کو بُرا سمجھے تو وہ خدا کے عذاب سے محفوظ اور گناہوں سے بری ہے۔

(۲) اب جو ظالم کو زبان سے روکے یا برا کہے تو اس کو اس کا اجر بھی ملے گا۔ اور وہ ظلم کو صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے۔

(۳) رہا وہ جو تلوار اٹھا کر ظلم کے خلاف کھڑا ہو جائے تا کہ اللہ کے احکام کا بول بالا ہو اور ظالموں سے نجات ملے، تو یہی شخص ہدایت کے راستے کو پا جانے والا، سیدھے راستے پر چلنے والا ہے۔ اس لیے کہ دل میں اس کے یقین نے جگہ پالی۔

(جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا)
(اقبال)

لوگوں کو اچھے کاموں کی طرف بلانا اور برائیوں سے روکنا

اتنا بڑا نیک عمل ہے کہ تمام نیک اعمال اس کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے

گہرے دریا کے مقابلے میں لعاب دہن (تھوک)۔ اس کام کی وجہ سے بھی موت جلدی نہیں آسکتی۔

مگر اس سے بھی افضل عمل وہ حق بات ہے جو کسی ظالم حاکم کے سامنے کہی جائے۔

جہاد کی قسمیں

(۱) پہلا جہاد ہاتھ کا جہاد ہے مگر اس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے (یعنی تمہارے لئے یہ جنگ کرنا مشکل ہے)

(۲) اس کے بعد زبان سے جہاد کرنا ہے۔

(۳) اس کے بعد دل سے اچھے کاموں کو اچھا سمجھنا اور برے کاموں کو برا سمجھنا ہے۔ جس نے یہ تیسرا جہاد بھی نہ کیا اسے الٹ پلٹ دیا جائے گا۔ (یعنی تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔)

اُمیدی اور ناامیدی

بہترین شخص کے بارے میں بھی مطمئن نہ ہو جاؤ کہ وہ خدا کے عذاب سے بچ جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ فرماتا ہے کہ "نقصان اٹھانے والے لوگ ہی خدا کے عذاب سے بے فکر ہو بیٹھتے ہیں۔" (القرآن) اور بُرے سے بُرے کے بارے میں بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ "کہ خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوا کرتا" (القرآن)۔

کنجوسی

تمام برے عیبوں کا مجموعہ ہے۔

رزق دو طرح کا ہوتا ہے

(۱) ایک وہ جو خود تم کو ڈھونڈا کرتا ہے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو گے تو وہ خود تم تک پہنچ کر رہے گا۔ اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی ہے تو خدا نے ہر نئے دن کی روزی تمہارے لیے مقرر کر دی ہے۔ اگر کوئی سال تمہاری عمر کا باقی ہی نہیں رہا تو پھر اس کی فکر کیوں کرو؟

(۲) اور دوسرا رزق وہ ہے جس کی تم کو خود تلاش ہے (تو اس کے حاصل کرنے کے لیے جائز کوشش کرو)۔

زبان تمہارے اپنے قبضے میں ہے

جب تک تم نے اس سے کچھ کہا نہیں ہے۔ مگر جب کہہ دیا تو اب تم اپنی زبان و کلمات کی قید میں ہو۔ اس لیے زبان کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ کیونکہ کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو بڑی بڑی نعمتوں کو چھین لیتی ہیں اور مصیبتیں نازل کر دیتی ہیں۔

تجربے کی باتیں

(۱) دنیا کی حقیقت جان لینے کے بعد اس کی طرف جھکنا اور اس پر مرمٹنا جہالت ہے۔

(۲) اچھے کاموں پر خدا کا عظیم ثواب ملنے کو جاننے ماننے کے بعد بھی نیک کاموں کے انجام دینے میں سستی کرنا بہت بڑا نقصان ہے۔

(۳) پرکھے بغیر ہر ایک پر بھروسہ کر لینا عاجزی کمزوری اور شکست ہے۔

وہ بھلائی نہیں

جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو۔اور وہ برائی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو، کیونکہ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور دوزخ کے سامنے ہر مصیبت راحت ہے۔

بہترین تقسیم اوقات

مومن کے اوقات تین حصوں میں بٹے ہوتے ہیں۔

(۱) کچھ وقت وہ خدا سے باتیں کرتا ہے (نماز، تلاوتِ قرآن، مطالعہ)

(۲) کچھ وقت وہ اپنی حلال روزی کماتا ہے۔

(۳) کچھ وقت وہ خود کو حلال اور پاکیزہ لذتوں میں آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا

کہ وہ گھر سے دور رہے مگر۔

(۱) حلال روزی کمانے کے لیے (۲) آخرت کے لیے کسی نیک کام کو انجام دینے کے لیے یا ایسی حلال لذتوں سے لطف اٹھانے کے لیے جو حرام نہ ہوں۔

بہترین طریقہ کار

جو نعمتیں دنیا سے تم کو حاصل ہو جائیں وہ لے لو۔ جو نعمتیں منہ موڑ لیں تم بھی ان سے منہ موڑ لو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو دنیا کی نعمتیں حاصل کرنے میں میانہ روی اختیار کرو (یعنی بری طرح دنیا کے پیچھے نہ بھاگو)

باپ کا اولاد پر حق یہ ہے کہ

کہ وہ سوائے خدا کی نافرمانی کے کاموں کے ہر بات میں ماں باپ کی اطاعت کرے۔ اولاد کا حق یہ ہے کہ ماں باپ اس کا اچھا نام رکھیں اور اچھے اخلاق اور دین کی تعلیم ضرور دیں۔

جو شخص مختلف چیزوں کا طلب گار

ہوتا ہے اس کی ساری تدبیریں کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں (طلب الکل، فوت الکل)

بہترین اجر

خدا کے نزدیک ان دولتمندوں کے لیے کتنا بڑا اجر ہے جو غریبوں کے سامنے عاجزی انکساری سے پیش آتے ہیں۔ مگر ان بڑا اجر ان فقرا کے لیے ہے جو صرف اللہ پر بھروسہ کرکے دولتمندوں کے ساتھ بے نیازی کے ساتھ ملتے ہیں۔

عقل کا اصل مقصد

خدا نے کسی کو عقل نہیں دی ہے مگر صرف اس لیے کہ وہ خود کو قیامت کے دن کی تباہی سے بچائے۔

جو حق سے لڑے گا

حق اس کو پچھاڑ دے گا۔

تقویٰ

یعنی خدا کی ناراضگی اور سزاؤں سے ڈرنا اور بچنا تمام اچھے اخلاقی صفات کا سردار ہے۔

تمہارے نفس کی سجاوٹ کا طریقہ

یہ ہے کہ تم جس چیز کو اوروں کے لیے ناپسند کرتے ہو، اس سے خود بھی بچو۔

دنیا کی حقیقت

دنیا دھوکے باز، نقصان دہ، رواں دواں ہے۔ اللہ نے اس کو اپنے دوستوں کے ثواب کے لیے پسند نہیں فرمایا ہے، نہ دشمنوں کی سزا کے لیے پسند فرمایا۔ دنیا والے سواروں کی طرح ہیں کہ ابھی آ کر رُکے ہی تھے کہ پکارنے والے (ملک الموت) نے للکارا، ہنکایا اور وہ چل دیے۔

استغفار

یعنی خدا سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا بلند مرتبہ لوگوں کا مقام ہے۔ کیونکہ یہ لفظ "استغفر اللہ" یعنی میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں" چھ معنی رکھتا ہے۔ (۱) جو برے کام کر چکا ہوں اب اس پر شرمندہ ہوں (۲) جو گناہ کیے وہ برے کام اب نہ کروں گا۔ (۳) خدا کی مخلوق کے تمام حقوق ادا کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ کے حضور اس حالت میں پہنچوں گا کہ میرا دامن صاف ہوگا اور کسی کا حق مجھ پر نہ ہوگا۔ (۴) جو فرائض میں نے ضائع کر دیے تھے ان کو اب پوری طرح ادا کروں گا۔ وہ جو گوشت حرام کھانے سے بنایا تھا اس کو حرام کھانے کے غموں سے پگھلاؤں گا، یہاں تک کہ نیا گوشت پیدا ہو جائے (جو صرف حلال کھانوں سے بنے) (۵) خدا کی اطاعت کی تکلیف سے جسم کو آشنا کروں گا جس طرح پہلے جسم کو گناہ کی مٹھاس چکھائی تھی۔ یہ چھ کام کرنے پر تیار ہو تب کہو استغفر اللہ۔ (میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں)۔

اتنی عقل کافی ہے

جو گمراہی کے راستوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے دکھا دے۔

خدا کی مدد حاصل کرنے کا طریقہ

جو اپنے اندرونی (قلبی) حالت کو درست رکھتا ہے (یعنی خدا پر ایمان اور بھروسہ کرتا ہے) تو خدا اس کے ظاہری حالت کو بھی ٹھیک کر دیتا ہے۔

جو آخرت کے لیے کام کرتا ہے تو اللہ دنیا کے اس کے کام پورے کر دیتا ہے۔ جو اپنے اور اللہ کے درمیان تعلقات کو اچھا رکھتا ہے (خدا کی اطاعت کر کے اور اس کی نافرمانیوں سے بچ کر) تو خدا اس کے اور بندوں کے درمیان کے تعلقات کو خود ٹھیک کر دیتا ہے۔

خدا کے خاص بندے

خدا نے لوگوں کو فائدے پہنچانے کے لیے کچھ لوگوں کو مخصوص کر لیا ہے۔ اس لیے جب تک وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو دوسروں کو دیتے رہتے ہیں، اللہ اپنی نعمتیں ان کو دیتا رہتا ہے۔ مگر جب وہ لوگ خدا کی نعمتوں کو خدا کے بندوں سے الگ کر لیتے ہیں، تو خدا ان سے نعمتیں چھین کر دوسروں کو دے دیتا ہے

قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس

اس کو ہوگا جس نے گناہ کر کے مال کمایا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں نے اس مال کو اللہ کی اطاعت پر خرچ کیا۔ اس طرح اس کے وارث تو جنت میں جائیں گے اور مال کمانے اور جمع کرنے والا جہنم واصل ہوگا۔

جوآخرت کا طلب گار کوشش کرنے والا

ہوتا ہے دنیا کی نعمتیں خود اس کو تلاش کر لیتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی پوری پوری روزی حاصل کر لیتا ہے۔لیکن جو صرف دنیا کو ہی ڈھونڈتا رہتا ہے تو موت اس کو ڈھونڈ کر پکڑ لیتی ہے۔

خدا کے اولیا اور دوست

وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ دنیا کے باطن کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب لوگ جلد فنا ہو جانے والوں دنیوں نعمتوں کے حاصل کرنے میں کھو جاتے ہیں تو وہ آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول میں مصروف ہو جاتے ہیں۔.......... جن چیزوں کو انھوں نے جان لیا کہ وہ ان کو چھوڑ دینے والی ہیں، انھوں نے خود ان کو چھوڑ دیا۔اور دنیا والوں کے دنیا سمٹنے کا خیال نہ کیا۔ان کو حاصل کرنے کو ان کے کھو جانے کے برابر جانا۔یہی خدا کے وہ دوست ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو قرآن کا علم حاصل ہوا۔اب انہیں کے ذریعے خدا کی کتاب محفوظ ہے۔وہ جن ابدی نعمتوں کی امید رکھے ہوئے ہیں ان سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جس چیز سے وہ ڈرتے ہیں (یعنی خدا کی ناراضگی اور سزا) اس سے کسی چیز کو خوفناک نہیں سمجھتے۔

شکر اور دعا

ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ خدا کسی پر شکر کا دروازہ کھولے (یعنی اس کو اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق دے) اور اس پر نعمتوں کے بڑھانے کا دروازہ بند کر دے (یعنی جو شکر کرے گا اور خدا اس کی نعمتوں میں ضرور ضرور اضافہ کرے گا۔)

اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ خدا کسی پر دعا کرنے کا دروازہ کھول دے اور دعا کی قبولیت کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ خدا کسی کے لیے توبہ کا دروازہ کھولے۔ (یعنی توبہ کرنے کی توفیق دے) اور گناہ معاف کرنے کا دروازہ اس پر بند کر دے۔

زہد کی بہترین تعریف

قرآن نے بیان کی "جو چیز تمہارے ہاتھوں سے جاتی ہے اس پر غم نہ کرو۔ اور جو چیز خدا تم کو دے اس پر نہ اتراؤ" (القرآن)

اس لیے کہ جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر نہیں اتراتا، تو اس نے زہد کو دونوں طرف سے سمیٹ لیا

حکومت ملنا

لوگوں کے سخت امتحان کا میدان ہے۔ وہ شہر جو تمہارا بوجھ اٹھائے، یعنی تمہاری ضرورتیں پوری کر سکے وہی شہر تمہارے رہنے کے لیے بہترین شہر ہے۔

وہ تھوڑا سا نیک عمل

جو مستقل ہمیشگی کے ساتھ کیا جائے اس زیادہ نیک عمل سے بہتر ہے جو دل تنگی اور ناپسندیدگی کے ساتھ کیا جائے۔

(ذوق تیرا اگر نہ ہوا، تیری نماز کا امام
ایسی نماز بھی حجاب، ایسا قیام بھی حجاب)
(اقبال)

جو شخص چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو

اور امتحانوں کو بڑی اہمیت دیتا ہے، تو اللہ اس کو بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر

دیتا ہے۔(اس لیے چھوٹی مشکلوں کا خوشی خوشی مقابلہ کرنا چاہیے۔)

جو شخص خود اپنی عزّت کرے گا

وہ اپنی نفسانی بُری خواہشات کو حقیر و ذلیل سمجھ کر چھوڑ دے گا۔

اصل فقیری اور امیری

قیامت کے دن اللہ کے سامنے اعمال کے پیش ہونے پر معلوم ہوگی۔جس کے پاس نیک اعمال کا بڑا ذخیرہ ہوگا وہی امیر ہوگا۔

آدم کی اولاد کو فخر و تکبر سے کیا کام

کیونکہ اس کی ابتدا نطفہ ہے اور اس کی انتہا مردار ہے۔نہ وہ (بغیر خدا کی مدد کے) اپنی روزی کما سکتا ہے اور نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔

تمہاری جانوں کی اصل قیمت

جنت ہے۔اس لیے اپنی جان کو جنت سے کم کسی قیمت پر نہ بیچ دینا

(قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ نے مومنین کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے(القرآن)

دو آدمی کبھی سیر نہیں ہوتے

(۱)علم کے طالب (۲)مال دنیا کے طالب۔

ایمان کی علامتیں

(۱) وہاں سچ بولو جہاں تمہارا سچ بولنا تمہارے لیے نقصان دہ ہو۔وہاں سچ کو

جھوٹ پر ترجیح دو۔ (۲) تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں۔ (۳) دوسروں کے بارے میں بولتے وقت خدا کی ناراضگی اور سزاؤں سے ڈرو۔ کمزور کا بس یہی زور چلتا ہے کہ وہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کرے۔

توحیداور عدل کی حقیقت

توحید پر ایمان یہ ہے کہ خدا کے تصور کو اپنے وہم وگمان کا پابند نہ بناؤ۔ (بس جو خدا نے اپنے بارے میں فرمادیا ہے اسی پر اکتفا کرو۔ اس لیے کہ ہم خدا کی ذات وصفات کو پوری طرح خود نہیں سمجھ سکتے) اور عدل یہ ہے کہ خدا پر الزامات نہ لگاؤ۔

مجاہدو شہید کے برابر

وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو، اس شخص سے بڑھ کر اجر کا مستحق نہیں جو قدرت رکھتے ہوئے گناہ نہ کرے۔

(بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ واژ دھاو شیر نر مارا تو کیا مارا؟)

سب سے بھاری گناہ

وہ ہے جس کو انجام دینے والا اسے ہلکا معمولی سمجھے۔ (کیونکہ گناہ کو معمولی سمجھنے کا مطلب خدا اور اس کے حکم کو معمولی سمجھنا ہے)

بدترین بھائی اور دوست

وہ ہے جس کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔

گمراہی کے امام اور رسولؐ خدا کے بعد کی کیفیت

منافقوں کا گروہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد بھی باقی رہا۔ انھوں نے گمراہ کرنے والے اماموں کو خوب خوب ساتھ دیا۔ یعنی ان لوگوں کا ساتھ دیا جو جھوٹ بول بول کر بہتان لگا لگا کر، لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے تھے۔ ان گمراہی کے اماموں (بادشاہوں) نے ان منافقوں کو بڑے بڑے عہدے دیئے اور خوب خوب دولت سمیٹی۔ ان کو حاکم بنابنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کیا۔

جناب رسولؐ خدا کا اصل مقصد:

خداوندِ عالم نے حضرت محمد مصطفیؐ کو برحق نبیؐ بنا کر اس لیے بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی عبادت اور غلامی کرائیں۔ لوگوں کے عہد و پیمان سے نکال کر خدا کے ساتھ عہد و پیمان باندھیں۔ بندوں کی اطاعت چھوڑ کر خدا کی اطاعت میں لگ جائیں۔ اس طرح خدا کے بندوں کو لوگوں کی ولایت (حکومت) سے نکال کر خدا کی ولایت (ماتحتی) میں داخل کر دیں۔

قرآن کی اہمیت

جو شخص قرآن کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا

(یعنی قرآن اکثر پڑھے گا) اس کی ہدایت میں اضافہ ہو گا اور جہالت اور اندھے پن میں کمی ہوگی۔ قرآن حاصل کرنے کے بعد کوئی فقیر (ہدایت کا محتاج) نہیں رہتا اور قرآن کے بغیر کسی کو بے پرواہی حاصل نہیں ہوگی۔

ایمان، صبر اور جہاد کی حقیقت

ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ (۱) صبر (۲) یقین (۳) عدالت (۴) جہاد

صبر کی چار قسمیں ہیں (۱) شوق (۲) خوف (۳) زہد (۴) انتظار۔ جس کو جنت کا شوق ہوتا ہے وہی بری خواہشات سے الگ ہو جاتا ہے، جسے زہد کہتے ہیں۔ جو جہنم سے ڈرتا ہے وہ بری خواہشات اور گناہوں سے بچتا ہے۔

جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے، وہ مصیبتوں کو معمولی چیز سمجھتا ہے جو موت کا انتظار کرتا ہے، وہ نیک کاموں میں جلدی کرتا ہے۔

جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) اچھے کاموں کی طرف لوگوں کو بلانا اور اس کی ترغیب دینا (۲) برے کاموں سے روکنا (۳) میدان جہاد میں جم کر لڑنا (۴) برے لوگوں اور ظالموں سے دشمنی رکھنا۔

جو لوگوں کو اچھے کاموں کی ترغیب دیتا ہے وہ مومنین کی کمر مضبوط کرتا ہے جو لوگوں کو برے کاموں سے روکتا ہے وہ کافروں کی ناک رگڑ دیتا ہے۔ جو بدکاروں سے دشمنی کرتا ہے تو وہ خدا کے لیے ان سے ناراض ہوتا ہے۔ پھر خدا بھی اس کی وجہ سے غصہ کرتا ہے اور قیامت میں اس کو خوش کرتا ہے۔

(توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے)
(اقبال)

خبردار دوسروں کے غلام نہ بنو

کیونکہ خدا نے تمہیں آزاد پیدا کیا ہے۔

بدکار عالم اور چرب زبان منافق

تم لوگ بدکار عالم اور جاہل عابد سے بچو، کیونکہ یہی لوگ فتنہ کی جڑ ہیں۔ میں نے

جناب رسولؐ خدا سے فرماتے سنا ہے کہ:
"اے علیؑ میری امت کی ہلاکت چرب زبان منافق کے ہاتھوں ہوگی۔

برے اور نیک کو برابر نہ سمجھو

تمہاری نظر میں بدکردار اور نیک آدمی برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ اس سے نیک لوگوں میں نیک کاموں سے بے رغبتی پیدا ہوگی اور برے لوگوں کو برے کاموں کا شوق پیدا ہوگا۔

عقلمند اور اندھے کا فرق

دنیا کو گہری نگاہوں سے دیکھنے والا عقل مند دنیا سے جانے کے لیے تیار رہتا ہے۔ لیکن عقل کے اندھے اپنی آنکھیں دنیا کی لذتوں پر جمائے رکھتے ہیں۔ عقل مند دنیا سے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال جمع کرنا چاہتا ہے۔ (یعنی نیک عمل کا سامان جمع کرتا رہتا ہے) لیکن دل اور عقل کا اندھا دنیا کا سامان دنیا کے لیے جمع کرتا رہتا ہے۔

دوسروں کے ساتھ اس طرح نیکی کرو

جس طرح تم اپنے ساتھ نیکی اور احسان چاہتے ہو اور جن باتوں کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو، ان کو دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرو۔ تم جن باتوں سے راضی و خوش ہوتے ہو، انہیں باتوں سے (تم بھی) دوسروں کو خوش کرو......... اس بات کو دوسروں کے لیے نہ کہو جس کے بارے میں خود تم یہ پسند نہ کرو کہ وہ بات تمہارے بارے میں کہی جائے۔

جو زیادہ باتیں کرے گا

اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی۔ اس کی حیا و شرم کم ہوگی۔ پھر اس کا تقویٰ بھی

کم ہوگا۔ نتیجتاً اس کا دل مردہ ہو جائے گا۔ اور جس کا دل (دماغ) مردہ ہو جاتا ہے وہ جہنم میں جاتا ہے۔

یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا

یہ دیکھو کہ کیا کہا؟

دنیا کے فائدے

جو شخص دنیا سے کچھ سیکھنا سمجھنا چاہتا ہے، اس کے لیے دنیا کی زندگی عافیت (سکون) ہے۔

جو دنیا سے آخرت کے لیے سامان (نیک کام) لینا چاہتا ہے، دنیا اس کے لیے دولت حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ دنیا انبیاء کرام کی سجدہ گاہ ہے۔ وحی کے اترنے کی جگہ ہے۔ خدا کے دستوں کی تجارت گاہ ہے..... پھر کون دنیا کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ دنیا نے خود اپنے سے تمہاری جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ موت کی کے آنے کی خبر دے دی ہے۔ دنیا کبھی ڈراتی ہے، کبھی ہوشیار کرتی ہے۔ کبھی شوق دلاتی ہے، کبھی خوف دلاتی ہے..... دنیا نے تجھے کب دھوکہ دیا؟ اس نے تیرے بزرگوں کو موت اور فنا کے حوالے کر کے (تجھے موت کے آنے کا یقین دلا دیا) تیرے ماں باپ کو دفن کرا کے (تجھے تیرا انجام بتلا دیا)۔

(تشریح: ایک نبی کے پاس موت کا فرشتہ آیا، تو انھوں نے فرمایا کہ آپ نے اپنے آنے کی اطلاع نہیں دی؟ بغیر بتائے تشریف لے آئے۔ (یہ سن کر) ملک الموت نے کہا۔ حضور میں نے تو کئی دفعہ اپنے آنے کی اطلاع دی تھی۔ کیا آپ کے

دادا کا انتقال نہیں ہوا تھا؟ آپ کی دادی کا انتقال نہیں ہوا تھا؟ کیا آپ کے والد والدہ کا انتقال نہیں ہوا تھا؟ (اب آپ خود ہی فرمایئے) اور کتنی مرتبہ میں اپنے آنے کی اطلاع دیتا؟۔

دو خوفناک خطرے

لوگو میں تمہارے لیے دو چیزوں سے بہت ڈرتا ہوں۔(۱) بری خواہشات کی پیروی (۲) لمبی لمبی آرزوئیں اور تمنائیں۔ کیونکہ بری خواہشوں کی پیروی تمہیں حق سے روک دے گی اور لمبی لمبی آرزوئیں تمہیں موت اور آخرت کو بھلا دیں گی

جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے

خدا اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ جو اپنے دین (آخرت) کے لیے کام کرتا ہے، خدا اس کی دنیا کے لیے خود کافی ہو جاتا ہے۔ اور جو اپنے اور خدا کے درمیان تعلقات ٹھیک کر لیتا ہے، خدا لوگوں سے اس کے تعلقات ٹھیک کرا دیتا ہے۔

ہر آدمی کی قیمت

صرف اتنی ہی ہوتی ہے جتنے وہ نیک کام کرتا ہے۔

کامل فقیہہ اور عالم

وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو خدا کی نافرمانی کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ان کو خدا کی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ نہ خدا کی اس چال سے بے خوف رہتا ہے کہ خدا نعمتیں اور مہلتیں دے کر امتحان لیتا ہے۔ نہ وہ لوگوں کو قرآن سے بے رغبت بناتا ہے۔ جن عبادتوں میں غور

وفکر، سمجھ اور ادراک نہ ہو ان میں کوئی فائدہ نہیں۔

جس قرآن کی تلاوت میں غور وفکر نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔

گناہوں سے بچنے والے متقین

دنیا والوں کے ساتھ ساتھ رہے مگر ہمیشہ آخرت کے لیے کام کر کر کے دنیا سے پورا پورا فائدہ حاصل کرتے رہے۔ جبکہ دنیا دار ان کے ساتھ رہے، مگر آخرت کے فائدے میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔

(کیونکہ دنیا دار آخرت کے لیے کچھ نیک کام نہیں کرتے اس لئے آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملتا۔)

ایمان کا مزہ

انسان کو صرف اس وقت ملتا ہے جب وہ جھوٹ بولنا بالکل چھوڑ دیتا ہے، حقیقتاً بھی اور مذاق کے طور پر بھی۔

اگر تم نے دین کو دنیا کے تابع بنا دیا

تو پھر دین اور دنیا دونوں کھو بیٹھو گے۔ اگر تم نے اپنی دنیا کو دین کے تابع بنایا تو دین اور دنیا دونوں کو حاصل کر لیا اور آخرت میں بھی کامیاب رہے۔

لوگوں کی تین قسمیں ہیں

(۱) علماء الٰہی (دین خدا میں بڑی سمجھ رکھنے والے) (۲) طالبعلم جو نجات کے راستے پر ہیں۔ (۳) احمق جو ہر پکارنے والے کے پیچھے دوڑ جاتے ہیں......... یہ علم کے نور سے کبھی روشن نہیں ہوتے اور نہ کسی مضبوط ستون کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں۔

پانچ سب سے اہم باتیں

(۱) تم میں سے کوئی اپنے رب خدا کے علاوہ کسی سے کوئی امید نہ رکھے۔

(۲) اگر تم سے سوال کیا جائے اور تم نہ جانتے ہو تو یہ کہنے سے نہ شرماؤ کہ میں نہیں جانتا۔

(۳) جو کوئی کام نہ جانتا ہو اس کو سیکھنے سے نہ شرمائے۔

(۴) تمہارے لیے صبر کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے ہوتا ہے۔ اگر سر نہ ہو تو جسم کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح ایمان کا کوئی فائدہ نہیں اگر صبر نہ ہو۔

خود عمل کیئے بغیر

دوسروں کو عمل کے لیے بلانا ایسا ہے جیسے بغیر کمان کے تیر چلانا۔

جنت صرف عمل سے حاصل ہوتی ہے

صرف امیدوں سے نہیں۔

سبق بہت ہیں

مگر سبق سیکھنے والے بہت ہی کم ہیں۔

ایکڈمی آف قرانک اسٹڈئیز اینڈ اسلامک ریسرچ

285-B، بلاک 13، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

فون نمبر: 021-6364519



اسی مصنف کے قلم سے

۱۔ قرآنِ مبین: قرآن مجید کا آسان ترین واضح اردو ترجمہ

۲۔ خلاصۃ التفاسیر: مختلف مکاتبِ فکر کی تفاسیر کا خلاصہ با تفسیر اہلِ بیتؑ (۳۰ جلد)

۳۔ اصولِ کافی کا منتخب آسان ترین ترجمہ (اردو، انگریزی)

۴۔ روحِ قرآن: قرآن مجید کے موضوعات کا خلاصہ

۵۔ روح اور موت کی حقیقت

۶۔ کلامِ شاہ بھٹائی: اردو ترجمہ کا انتخاب اور ترتیب

۷۔ قرآن مجید کا لفظی انگریزی ترجمہ

۸۔ شیعہ عقائد و عمائل کا تعارف سنی کتابوں سے (اتحاد بین المسلمین کی ایک عملی کوشش)

۹۔ قرآن مجید کے سو (۳۰) اہم ترین سورتوں کی تفسیر

۱۰۔ قرآن مجید کے سو (۱۰۰) موضوعات کی تفسیر موضوعی

۱۱۔ اثبات و معرفتِ خدا (جدید علوم کی روشنی میں)

۱۲۔ ائمہ اہلبیتؑ کی معرفت اہلسنت کی کتابوں سے

۱۳۔ حضرت امام مہدیؑ کی معرفت اور ہماری ذمہ داریاں

۱۴۔ انتخاب صواعق محرقہ (ولایت علیؑ ابن ابی طالب

۱۵۔ اصول دین (تفسیر موضوعی)